REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم   و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP. 3

جلد ۲۴   شمارہ ۲۲

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

THE WEEKLY BADR QADIAN.

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر:- جاوید اقبال اختر

شرحِ چندہ
سالانہ ۱۵ روپے
ششماہی ۸ روپے
ممالکِ غیر ۳۰ روپے
فی پرچہ ۳۰ پیسے

۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۵ھ   ۲۹ ہجرت ۱۳۵۴ ہش   ۲۹ مئی ۱۹۷۵ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۶ مئی سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارہ میں الفضل میں شائع شدہ ۱۹ مئی کی اطلاع ہے کہ
"حضور انور کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔"
الحمدللہ۔ احباب کرام اپنے پیارے امام ہمام کے لئے متواتر درد والحاح سے دعائیں کرتے رہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت والی اور کام کرنے والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین

• قادیان ۲۶ مئی۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی و ناظر اعلیٰ مع جملہ درویشان خیریت سے ہیں۔ الحمدللہ

• قادیان ۲۶ مئی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب بعض احباب سمیت یو پی میں ظفر نگر احمدیہ کانفرنس میں شرکت کیلئے ۲۲ کو تشریف لے گئے تھے۔ آج خدا کے فضل سے قبل دوپہر واپس بخیریت تشریف لے آئے ہیں۔ اور ۲۹ کو انشاء اللہ مع دو چھوٹے بچوں کے عازم حیدرآباد ہوں گے۔

"یہ مت خیال کرو کہ خُدا تمہیں ضائع کر دے گا"

"تم خُدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب "الوصیۃ" میں اپنی جماعت کو خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرنے اور نیکیوں پر قائم ہونے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:-

یہ مت خیال کرو کہ خُدا تمہیں ضائع کر دے گا۔
تم خُدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔
خُدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا۔
اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی۔
اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔
پس مُبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے اِبتلاؤں سے نہ ڈرے۔
کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضرور ہے۔
تا خُدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعوائے بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔
وہ جو کسی اِبتلاء سے لغزش کھائے گا
وہ کچھ بھی خُدا کا نقصان نہیں کرے گا اور بدبختی اُس کو جہنّم تک پہنچائے گی۔
اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اُس کے لئے اچھا تھا۔
مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے
اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی
اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دُنیا اُن کے ساتھ سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی
وہ آخر فتحیاب ہوں گے۔
اور برکتوں کے دروازے اُن پر کھولے جائیں گے۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے جے ہند پرنٹنگ پریس نہرو گارڈن روڈ جالندھر شہر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۹ ہجرت ۱۳۵۴ ہش

زندۂ جاوید نام

فطرتِ انسانی کو قدرت کی طرف سے یہ جذبہ ودیعت کیا گیا ہے کہ اس کے اندر ابدی زندگی اور ناموری کی خواہش غیر محسوس اور غیر ارادی طور پر جاگزیں رہتی ہے۔ اپنے اپنے دائرۂ کار، اپنے اپنے حیطۂ اختیار اور اپنے اپنے اسباب و وسائل سے کام لے کر ہر شخص کوشش کرتا ہے کہ وہ اِس دُنیا میں کوئی ایسا کارنامہ انجام دے جائے کہ اس کی وفات کے بعد بھی ابد الآباد تک اس کا نام روشن رہے۔ دُنیا میں بے شمار ایسے لوگ گزرے ہیں جنہوں نے لاکھوں کروڑوں روپے خرچ کر کے فنِ تعمیر کے لحاظ سے نادر نمونوں کے معبد بنوائے۔ قلعے تعمیر کئے۔ نہریں کُھدوائیں۔ یا تالاب بنوائے جو بنی نوعِ انسان کے لئے عرصۂ دراز تک منفعت بخش یا آرام دہ ہوتے۔

پھر کچھ لوگ ایسے بھی ہوئے جن کی کج ذہنی نے ان کی غلط رہنمائی کی۔ اور وہ نافع الناس بننے کی بجائے اپنی رُوحِ چنگیزی کے ساتھ لاکھوں لاکھ انسانوں کی ہلاکت کا باعث ہوئے۔ انہوں نے ستیزہ کاری کی راہ اختیار کی اور میدانِ کارزار میں تڑپتی ہوئی لاشوں کو گھوڑوں کے سُموں کے ساتھ روند ڈالنے کو ہی اپنے لئے دائمی زندگی اور ناموری کا ذریعہ سمجھا۔ یا مُردوں اور مقتولوں کے سروں کی کھوپڑیوں کے بلند و بالا مینار بنوا کر بزعمِ خود آبِ حیات کا جام نوش کیا۔

اگر آپ کو بعض مشہور تاریخی مقامات کی سیر کا کبھی موقع ملا ہو تو آپ نے دیکھا ہوگا کہ بعض کوتاہ اندیش ایسے بھی ہوتے ہیں جو تاریخی مقامات کی سیر کرتے وقت سیڑھیوں یا گنبدوں پر چاقو یا نشتر سے اپنے نام کندہ کر دیتے ہیں۔ اور یہ بھونڈا کام کرتے وقت وہ یہ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ کم از کم جب تک یہ عمارت قائم رہے گی ان کا نام بھی قائم رہے گا۔

غرض ابدی زندگی اور ناموری کی خواہش نے ہر شخص کے ذوق و ظرف کے مطابق اس سے کام کروائے۔ جن میں سے بعض کام فی الواقع ایسے تھے جو صدیوں تک ایک طرف زینتِ دہر بنے اور دوسری طرف بنی نوعِ انسان کو اُن سے استفادہ کا موقع ملا۔ اور کچھ ایسے کام بھی کروائے جو مخلوقِ خدا کے لئے ضرر رساں تھے۔ فطرتِ انسانی کی افراط و تفریط نے ایک طرف دیوارِ چین اور تاج محل جیسی اعجوبۂ روزگار تعمیرات پیش کیں تو دوسری طرف چنگیزیت اور ہٹلریت کو جنم دیا۔ اور ان سب امور کے پسِ پردہ یہی جذبہ کار فرما تھا کہ ان کے نام کس طرح رہتی دنیا تک زندہ رہ سکتے ہیں۔

اِسلام بھی اپنے متبعین کو تلقین کرتا ہے کہ تم اپنی زندگیوں میں ایک زندۂ جاوید کارنامہ انجام دے جاؤ۔ قبل اس کے کہ موت کا پیغام بر تمہارے دروازوں پر دستک دے تم اس کام کی تکمیل کر لو۔ اور اس زندگیٔ مستعار کو غنیمت جان کر ناموری کی راہ پر گامزن ہو جاؤ۔ اس سلسلہ میں قرآنِ پاک نے ایک اصولی بات بیان فرما دی ہے۔ اور ہر مومن کو یہ دعا سکھائی ہے کہ :-

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝

کہ تم اپنے آسمانی آقا سے لَو لگا کر ہمیشہ یہ دُعا کرتے رہو کہ خدایا ہمیں ایسے جوڑے عطا فرما اور پھر ہمیں ایسی اولاد عطا فرما جو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں۔ اور دینی نقطۂ نظر سے آنکھوں کی ٹھنڈک وہی ازواج و اولاد ہو سکتے ہیں جو اپنے افکار و خیالات کے اعتبار سے اپنے جسم و جان کے ساتھ آستانۂ الٰہی پر جُھکنے والے ہوں۔

اس دُعا کے ساتھ مومنوں کو اس طرف متوجہ کیا گیا ہے کہ وہ اپنی اولادوں اور اپنے ازواج کی تربیت اس رنگ میں کریں کہ وہ ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بن جائیں۔ یہی مفہوم رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث شریف کا ہے، جو ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے کہ :-

" عليك بذات الدّين تربت يداك "

اور مومنوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ بیویوں کا انتخاب کرتے وقت تم اُن کے حُسن، مال و دولت، اور حسب و نسب کو نہ دیکھا کرو۔ بلکہ یہ دیکھا کرو کہ ان کا دینی مقام کیا ہے۔ اور انذار کے رنگ میں فرمایا کہ اگر تم نے بیویوں کے انتخاب کے وقت اُن کے دینی حُسن کو نظر انداز کر دیا تو تم ہمیشہ کفِ افسوس ملتے رہو گے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ دین سے بے رغبتی رکھنے والی بیویاں اولاد کی تربیت سے غافل رہتی ہیں۔

آج جماعتِ احمدیہ خدا کے فضل سے بڑی تیز رفتاری سے قطعِ منازل کرتی ہوئی منزلِ مقصود کی طرف بڑھ رہی ہے۔ نسلی طور پر بھی اور تبلیغ کے نتیجہ میں بھی عددی لحاظ سے جماعت بڑھ رہی ہے۔ اس لئے تربیت کے میدان میں ہماری ذمہ داریاں بھی بڑھتی جا رہی ہیں۔ کیونکہ جیسا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے حال ہی میں اپنے خطبات میں بار بار جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ جماعتِ احمدیہ پر آنے والی دوسری صدی میں جب فوج در فوج لوگ احمدیت میں داخل ہوں گے تو وہ ہمارے نظام سے یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہوں گے کہ ہماری اور ہماری اولادوں کی تربیت کی جائے۔ اور ہمیں احمدیت کی رُوحِ حقیقی سے آشنا کیا جائے۔ اور اس وقت ہمیں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں معلّمین اور مُربّیوں کی ضرورت ہوگی۔

حضور انور نے بروقت جماعت کو یہ انتباہ دیا ہے۔ اور ساری جماعت کا فرض ہے کہ اِس ارشاد اور انتباہ کی حکمتوں پر غور کر کے اپنے آپ کو اور اپنی اولادوں کو اگلی صدی کے لئے تیار کرے۔ اگر ہم نے اپنے پیارے امام کی اِس بروقت رہنمائی کی طرف دِل و جان کے ساتھ توجہ کی تو ہم فی الواقع ایک ایسا کارِ نمایاں انجام دینے والے ہوں گے جو ہمارے ناموں کو زندۂ جاوید بنا دے گا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں :-

> " پس ہماری جماعت کے لئے یہ ضروری ہے کہ جو صداقتیں کامل اور مکمّل شکل میں قرآنِ عظیم میں پائی جاتی ہیں اور جو اللہ تعالےٰ کی رحمت سے ایک کامل نبی جو خاتم تھا تمام رُوحانی کمال کا، اس کے ذریعہ ہمیں عطا ہوئیں۔ ہم انتہائی کوشش کریں کہ یہ صداقتیں اور یہ انوار اور یہ حقائق اور یہ برکات اور یہ رحمتیں جماعت احمدیہ کی ایک نسل کے بعد دُوسری نسل حاصل کرتی چلی جائے۔ اگلے چودہ سال کا زمانہ میرے نزدیک تربیت پر بہت زیادہ زور دینے کا زمانہ ہے۔ جس میں ہزاروں ہزار احمدیوں کو تربیت یافتہ ہونا چاہیئے۔ اور پھر اس کے بعد جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کئی دفعہ بتایا ہے، غلبۂ اسلام کی صدی کا ہم نے استقبال کرنا ہے۔ بہر حال تربیت ساتھ لگی ہوئی ہے۔ لیکن بعض اوقات تربیت پر زیادہ زور دینا پڑتا ہے۔ اور بعض اوقات اعمال کی طرف زیادہ توجہ کرنی پڑتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ تربیت بھی ہوتی رہتی ہے۔ کیونکہ اپنے اندر اسلام کو قائم رکھنے اور شریعتِ محمدیہ کے انوار کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے زیادہ توجہ دینی پڑتی ہے۔ اور مستانہ وار جہاد کرنا پڑتا ہے۔ بہر حال یہ زمانہ تربیت کا زمانہ ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ عمل نہیں کرنا، تربیت کا زمانہ اس معنے میں مُراد ہے کہ اس وقت تربیت کی طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ تاکہ نئی نسل بھی ان ذمہ داریوں کو نباہنے کے قابل ہو کر ہمارے شانہ بشانہ کھڑی ہو جائے۔ اور اس لحاظ سے بھی کہ انشاء اللہ بڑی وسعت پیدا ہوگی اور بہت زیادہ تعداد میں مُربیوں کی ضرورت پڑے گی۔ پس اس طرف توجہ کرنی چاہیئے کیونکہ ہماری کامیابی کے لئے مُربیوں کا ہونا ضروری ہے۔"
>
> (تقریر ۱۷ ارصلح (۱۷ جنوری ۱۹۷۵ء) بدر ۳/۲۵ ۶)

یہی وہ رُوحانی اور آزمودہ نسخہ ہے جسے استعمال کر کے ہماری جماعت کے افراد اپنے ناموں کو زندۂ جاوید بنا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام افرادِ جماعت کو اپنے پیارے امام ہمام کے ارشاداتِ عالیہ پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین ؂

(ف ۔ ا ۔ گ)

خطبۂ جمعہ

حقیقی نجات کے لئے اللہ تعالیٰ کی معرفت اور عرفان کا ہونا ضروری ہے

اور

معرفت کا حصول نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور محبت کے ساتھ وابستہ ہے

ہمیں نجات کے حصول کی طرف ہر وقت متوجہ رہنا چاہیئے اور اس راہ میں ہر قسم کی قربانیاں کرتے چلے جانا چاہیئے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۔ فرمودہ ۲۳ فروری ۱۹۶۸ء بمقام مسجد مبارک ربوہ

نوٹ :۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا چونکہ نیا خطبہ جمعہ موصول نہیں ہوا لہٰذا پرانا خطبہ ہی احباب کے روحانی استفادہ کے پیشِ نظر شائع کیا جا رہا ہے ۔ (ایڈیٹر)

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :۔

آج میں دوستوں کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ حقیقی نجات کے طالب بنیں اور اس راہ میں ہر قسم کے مجاہدات کرتے چلے جائیں۔ نجات کے معنی دنیا نے درست نہیں سمجھے مثلاً عیسائی سمجھتے ہیں کہ گناہ کے مواخذہ سے بچ جانے کا نام نجات ہے ۔ اور اس غلط سمجھ کے نتیجہ میں وہ نجات کے لئے مسیح کے خون اور کفارہ کے عقیدہ کو دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ یہ سب ان کی بھول ہے ۔

نجات کے حقیقی معنے

اس خوشحالی کے ہیں جس کے نتیجہ میں دائمی مسرّت اور خوشی انسان کو حاصل ہوتی ہے ۔ اور جس کی بھوک اور پیاس انسانی فطرت میں پیدا کی گئی ہے ۔ انسان طبعًا اور فطرتاً خوشحالی کا متلاشی ہے ۔ میں ایک چھوٹی سی مثال آپ کو اپنے ایک نئے نو مسلم جرمن بھائی کے ایک خط کی دیتا ہوں ۔ انہوں نے جب ہم فرینکفورٹ میں تھے اس وقت بیعت کی اور اسلام لائے ۔ کچھ عرصہ ہوا غالبًا دو یا تین ہفتے ہوئے اُن کا ایک خط مجھے ملا ۔ وہ خط بڑا پیارا ہے ۔ اس لئے کہ وہ فطرتِ انسانی کی آواز ہے ۔ اس خط میں انہوں نے لکھا کہ دُنیا خوشحالی کی تلاش میں سرگرداں پھرتی ہے ۔ اور اُنہیں وہ حاصل نہیں ہوتی ۔ میں اسلام لایا تو

اِسلام کی حسین تعلیم

کے نتیجہ میں میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ مجھے ساری دُنیا کی خوشیاں حاصل ہو گئی ہیں ۔ یعنی وہ فطرتی آواز جس کو اسلام لانے سے قبل وہ خود بھی نہیں سمجھ سکتے تھے ۔ اُسے انہوں نے سمجھا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اسلام لانے کی جو توفیق دی ہے اس کے نتیجہ میں فطرت کا یہ تقاضہ کہ مجھے خوشحالی ہر وقت نصیب رہے پورا ہو گیا ۔ اور یہ اللہ تعالےٰ کا بڑا فضل ہے ۔

انسان نے مال اور دولت اور مادی ترقی میں خوشحالی کی تلاش کی ۔ مادّی لحاظ سے ترقیات تو اس نے بہت حاصل کر لیں ۔ بڑے مالدار بھی ہو گئے ۔ لیکن خوشحالی اُسے نصیب نہیں ہوئی ۔ امریکہ ہے ۔ روس ہے ۔ یورپ کی اقوام ہیں ۔ مادّی لحاظ سے وہ بڑی ترقی یافتہ ہیں ۔ بڑی امیر قوم ہیں ہر قسم کی مادّی اور جسمانی سہولتیں انہیں حاصل ہیں ہم میں سے اکثر اُن کا تصور بھی یہاں نہیں کر سکتے ۔ لیکن پھر بھی ان کے دل خوش نہیں ۔ اور یہ احساس ان کے اندر پایا جاتا ہے کہ وہ مقصد جسے ہماری فطرت ، جسے ہمارے نفس حاصل کرنا چاہتے تھے وہ ہمیں حاصل نہیں ہوا ۔ سیاسی اقتدار اور

دنیا میں غلبہ حاصل کرنے

کی بھی انسان نے کوشش کی ۔ اور اس میں اپنی خوشحالی کو سمجھا ۔ لیکن امریکہ ہی کو دیکھ لو ۔ سیاسی اقتدار اور غلبہ کے نتیجہ میں اُس قوم نے خوشحالی تو کیا حاصل کرنی تھی ہزاروں کی تعداد میں اپنے بچوں کو دُنیا کے مختلف خطّوں میں مروا رہے ہیں ۔ اور جو چیز یں وہ حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ انہیں حاصل نہیں ہو رہیں ۔ غرض انسان کی فطرت کے اندر خدا تعالیٰ نے یہ رکھا ہے کہ وہ ایک ایسی خوشحالی حاصل کرے جس کے نتیجہ میں

دائمی اور ابدی مسرّتیں اور لذتیں

اُسے حاصل ہوں ۔ اس کے لئے اُس نے ہمیں یہ تعلیم بھی دی ہے ۔ اور اسلام کے ذریعہ ہم پر اس خوشحالی کی راہیں بھی کھولی ہیں ۔

قرآن کریم کے مطالعہ سے پتہ لگتا ہے کہ حقیقی خوشحالی جو دائمی مسرتوں کا موجب ہوتی ہے

عرفانِ الٰہی کے بغیر ممکن نہیں

اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کی معرفت ہی ہے جس کے نتیجہ میں ہمیشہ کی خوشیاں انسان کو مل جاتی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کا جب حقیقی علم انسان کو ہوتا ہے تو اس کے دو معنے کئے جاتے ہیں ۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کی جلالی صفات کا اس پر ظہور ہوا ۔ اور دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی جمالی صفات کا اس پر ظہور ہوا جس وقت اللہ تعالےٰ کی جلالی صفات کا کسی انسان پر ظہور ہو تو اس کا دل اپنے ربّ کے خوف سے کانپ اٹھتا ہے اور یہ حقیقت اس پر آشکار اور نمایاں ہو جاتی ہے کہ خدا کا غضب ایک ایسی آگ ہے جو جلا کے رکھ دیتی ہے ۔ اس کے ساتھ ہی جب

اللہ تعالیٰ کی جمالی صفات

کا اس پر جلوہ ظاہر ہوتا ہے اور حُسن کی تجلی اس پر ہوتی ہے تو اس کا دل اپنے ربّ کی محبت سے بھر جاتا ہے ۔ ان دو جلوؤں کے بعد وہ اپنے ربّ کو سچے معنے میں پہچاننے لگ جاتا ہے ۔ اور اپنے ربّ کی قدر جو اس کے دل میں ہونی چاہیئے وہ پیدا ہو جاتی ہے ۔ ورنہ دوسروں کا تو یہ حال ہوتا ہے کہ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ جنہوں نے اس کی ذات ۔ اس کے جلال اور جمال کا مشاہدہ نہیں کیا وہ اس کی قدر کو کیا جانیں ۔ لیکن جب ایک مسلمان اپنے ربّ کی جلالی اور جمالی صفات کا اپنی زندگی میں مشاہدہ کرتا ہے ۔ اور اس یقین پر قائم ہو جاتا ہے اور اس حقیقت کو پالیتا ہے کہ اس قادر و توانا کی ناراضگی ایک لحظہ کے لئے بھی برداشت نہیں کی جا سکتی تو تمام گناہوں سے وہ نجات پا جاتا ہے ۔ ہر اس چیز کے کرنے سے اس کی رُوح اور اس کا جسم کانپ اٹھتا ہے جس کے کرنے کے نتیجہ میں خدا تعالےٰ کہتا ہے کہ میں تم سے ناراض ہو جاؤں گا ۔ غرض ایک ہی جلوہ جلالی صفات کا جب ظاہر ہوتا ہے تو

ہر قسم کے گناہوں سے نجات

دلاتا ہے ۔ بشرطیکہ معرفت کامل اور حقیقی ہو ادھوری نہ ہو ۔ اور جب اللہ تعالےٰ کے حُسن کو انسان دیکھتا ہے تو اس کی محبت سے دل لبریز ہو جاتا ہے ۔ اور اس محبتِ الٰہی کے سمندر میں وہ غرق ہو جاتا ہے اور محبت کی آگ جسمانی خواہشات کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے ۔ وہ ہر ممکن کوشش اپنی فکر اور تدبیر اور اپنے عمل سے کرتا ہے کہ اپنے اس محبوب اور مطلوب کو اور اس کی رضا کو حاصل کر لے ۔ اور وہ اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ حقیقی لذت اور سرور خدا تعالیٰ کی محبت ہی میں ہے ۔ تب وہ نجات پاتا ہے ۔ کیونکہ تب اسے حقیقی اور سچی خوشحالی نصیب ہوتی ہے اور اس کی فطرت کے اندر اللہ تعالیٰ نے جو ایک لگن لگائی ہے اس کا تعلق پختہ طور پر اس کے پیدا کرنے والے کے ساتھ قائم ہو جائے ۔ وہ مقصد اس کو حاصل ہو جاتا ہے پس حقیقی نجات کے لئے معرفت اور عرفان کا ہونا ضروری ہے اور جب

اللہ تعالیٰ کی صفات اور اسکی ذات کی معرفت

اور اس کے جلال اور جمال کے جلوے انسان کو حاصل ہو جاتے ہیں تو وہ گناہ سے اس سے زیادہ ڈرنے لگتا ہے جتنا اس پیالہ سے جس کے متعلق اُسے یقین ہوتا ہے کہ اس کے اندر مہلک زہر گھلا ہوا ہے ۔ وہ اس کے قریب نہیں جاتا ۔ وہ اس سے ایک قطرہ بھی پینے کے لئے تیار نہیں ہوتا ۔ اس طرح ہر اس چیز سے انسان بچتا ہے جس کے متعلق قرآن کریم میں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں یہ پایا جاتا ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے ۔ گناہ سے کلی نجات اُسے حاصل ہو جاتی ہے ۔

اور جب وہ

اپنے ربّ کا پیار

دیکھتا ہے۔ وہ پیار جو اُسے اپنی ماں اور باپ سے بھی نہیں ملا تھا۔ اور وہ پیار جو دُنیا کا کوئی پیار کرنے والا شخص یا اشخاص اُسے نہیں دے سکتے تو بس وہ اُسی پر فدا ہو جاتا ہے۔ اور اس کی اپنی کوئی مرضی باقی نہیں رہتی۔ وہ اس دنیا میں ہی اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتوں میں داخل ہو جاتا ہے۔ غرض نجات کا تعلق صرف اخروی زندگی میں بھی کسی وقت ختم نہیں ہوتی یعنی اس کی ابتداء تو ہے مگر اس کی انتہا نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک ابدی زندگی اپنے بندوں کے لئے اس دُنیا میں مقدر کی ہوئی ہے بس یہ سمجھنا کہ نجات ہمیں دوسری دنیا میں مل جائے گی۔ لیکن اس دنیا میں اس کے کوئی آثار ظاہر نہیں ہوں گے۔ یہ حماقت ہے۔ اسی دُنیا میں انسان نجات حاصل کرتا ہے۔ اس دُنیا میں وہ یہ ثابت کرتا ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کو کچھ اس طرح پہچان لیا ہے کہ وہ اس کی ناراضگی کو ایک لحظہ کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ اور کچھ اس طرح اس نے اس کی معرفت حاصل کر لی ہے۔ اس کے جمال اور اُس کے حُسن کو دیکھ لیا ہے کہ وہ اپنی ہر چیز بلکہ اپنے نفس کو بھی اس کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار ہے۔ اور اسی میں اس کی ساری لذت ہے۔ اور اس کا یہ مطلب ہے کہ ایک ذاتی محبت اور پیار اس

پاک اور اعلیٰ اور عظیم ہستی

کے ساتھ اُسے ہو جاتا ہے۔ کہ اس کے بعد وہ اس محبت میں ہی اپنی جنت کو پاتا ہے۔ کسی انعام اور ثواب کا خواہشمند نہیں ہوتا۔ اس دُنیا میں ہر قسم کی تلخیاں اس محبوب کے لئے برداشت کرنے کے لئے تیار رہتا ہے۔ اور اس دُنیا میں یعنی اُخروی دنیا میں بھی کسی اَور ثواب کی وہ خواہش نہیں رکھتا۔ سوائے اس ثواب کے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے جلوے ہر آن اس پر جلوہ گر ہوتے رہیں۔ غرض نجات اس دنیا ہی میں مل جاتی ہے۔ اور اس نجات کے حصول کے لئے انتہائی قربانیاں اور انتہائی مجاہدات کرنے ہمارے لئے ضروری ہیں۔ اور ہمارے ہی فائدے کے لئے ہیں اس نجات کے حصول کے لئے کسی اَور کے خون یا کسی اَور کو صلیب پر چڑھانے کی ضرورت نہیں۔

اپنے نفس کی قربانی

دینی پڑتی ہے۔ اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:—

"نہ کوئی خون تمہیں فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ سوائے اس خون کے جو یقین کی غذا سے خود تمہارے اندر پیدا ہو"

اور حقیقت یہ ہے کہ جب یہ خون ہمارے اندر پیدا ہو جائے اور عرفان کو ہم حاصل کر لیں تو پھر عصیان ہمارے دل کے اندر داخل نہیں ہو سکتا۔ سب گند دُور ہو جاتے ہیں۔ سب خوشیاں حاصل ہو جاتی ہیں۔ سب پاکیزگیاں اس گھر کا حصہ بن جاتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضل اور نعمتوں کے جلوے انسان اپنی زندگی میں مشاہدہ کرتا ہے۔

پس نجات کے لئے معرفت کا حصول ضروری ہے اور معرفت کے حصول کا ذریعہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں

نبی اکرمؐ کی کامل اتباع اور محبت

کو بتایا ہے۔ پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس قسم کی محبت اپنے دلوں میں پیدا کرو۔ کہ آپؐ کی ہر حرکت اور آپؐ کے ہر سکون کو نقل کرنے کی خواہش ہر وقت دل میں موجزن رہے۔ یعنی اتباع اسوہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دنیا کی ہر چیز قربان کرنے کے لئے انسان تیار ہو جائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرمان یہ بھی ہے (گو ہم نے حضورؐ کے سارے ہی احکام کی اتباع کرنی ہے) کہ

"مَنْ مَاتَ وَلَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہٖ فَقَدْ مَاتَ مِیْتَةً الْجَاھِلِیَّةً"

دراصل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کسی کی اطاعت ہمارے لئے ضروری ہے اگر کسی سے رشتۂ محبت قائم رکھنا ہم پہ واجب ہے تو صرف اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے پیار کے ساتھ اپنے

اس فرزندِ جلیل کا ذکر

فرمایا جو اس آخری زمانہ میں دُنیا کی طرف مبعوث ہونے والا تھا۔ آپ کے اس محبت کے اظہار کی وجہ سے ہمارے دل بھی اس عظیم فرزند کے لئے محبت کے جذبات پاتے ہیں۔ اس لئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں بھی اپنے اس فرزند کے ہم عظیم محبت کے جذبات دیکھتے ہیں۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میرے خلفاء کی سنت کی بھی اتباع کرو۔ اس لئے ہمارے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ ہم آپؐ کی محبت سے مجبور ہو کر آپؐ کے فرمان کے مطابق

آپ کے خلفاء سے تعلق

رکھیں اور ان سے محبت کا رشتہ قائم کریں۔ اور ان کی سنت کی بھی اتباع کی بھی کوشش کریں۔ ورنہ اندھیروں کی موت ہمارے نصیب میں ہوگی۔ اور جو شخص ایسا نہیں کرتا وہ اندھیرے میں ہے۔ اُسے اپنی فکر کرنی چاہیئے

اصل بات یہ ہے کہ نجات کے حصول کا ذریعہ قرآن کریم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپؐ کے ساتھ انتہائی محبت رکھنا بتایا ہے۔ اگر ہم اس دُنیا میں نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو وہ موقوف ہے کامل معرفت پر۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ معرفت (کامل معرفت جو انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا حقیقی خوف اور اس کے ساتھ ذاتی تعلق پیدا کرتی ہے) تم حاصل نہیں کر سکتے جب تک ایک نمونہ جو کامل اور مکمل اور اعلیٰ ہے تمہارے سامنے نہ رکھا جائے۔ وہ نمونہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تمہارے سامنے رکھا گیا ہے۔ اس نمونہ کو سامنے رکھو۔ اس کی محبت اپنے دل میں پیدا کرو۔ اور کسی صورت میں بھی اس کی اتباع سے باہر نہ نکلو۔ جو وہ کہتا ہے وہ کرو۔ جس رنگ میں وہ عبادت بجا لانے کے طریق بتاتا ہے اور جس طور پر وہ مخلوق کے ساتھ ہمدردی یا حسنِ سلوک کی تعلیم دیتا ہے اس پر عمل کرو۔ ہر چھوٹی اور بڑی بات میں بہر حال تم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کرنی ہے۔

پس ایک احمدی کو یہ بات سمجھ لینی چاہیئے کہ

ہماری زندگی کا مقصد یہ ہے

کہ ہم اُس خوشحالی کو حاصل کریں جس کے نتیجہ میں دائمی مسرت اور دائمی خوشیاں ملتی ہیں۔ اور جس کی بھوک اور پیاس اللہ تعالیٰ نے ہماری فطرت کو لگا دی ہے۔ اور جس کے لئے عرفان کا حصول ضروری ہے۔ ایسی معرفت جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی صفات (جلالی بھی اور جمالی بھی) انسان پر جلوہ گر ہوتی ہیں۔ جس کے بعد انسان کا دل خدا تعالیٰ کے خوف سے بھر جاتا ہے۔ یہ خوف کہ کہیں وہ ہم سے ناراض نہ ہو جائے۔ کیونکہ ہم اس کی ناراضگی کو برداشت نہیں کر سکتے اور جس کے نتیجہ میں ہمارا دل اس کی محبت سے لبریز ہو جاتا ہے۔ وہ محبت جو ہر غیر سے ہمیں بے نیاز کر دیتی ہے۔ غیر اللہ کے ساتھ محبت یا اُن کے ساتھ کوئی لگاؤ باقی نہیں چھوڑتی۔ اپنا نفس بھی انسان کو بھول جاتا ہے۔ تمام انسانی خواہشات کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے رضا کے حصول کی تڑپ ہوتی ہے جو اس کی جان اور اس کی رُوح بن جاتی ہے۔ اور ذاتی محبت اللہ تعالیٰ کے لئے انسان کے دل میں پیدا ہو جاتی ہے

قرآن کریم کہتا ہے

کہ نجات اگر تم حاصل کرنا چاہتے ہو تو تمہارے لئے ضروری ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جو کامل اور مکمل اُسوہ ہیں) کی اتباع کرو اور آپؐ کیلئے حقیقی اور سچی محبت اپنے دل میں پیدا کرو۔ تب خدا تعالیٰ کی محبت پاؤ گے۔ اس کے بغیر نہیں پا سکتے۔ پس ہمیں نجات کے حصول کی طرف ہر وقت متوجہ رہنا چاہیئے اور اس راہ میں ہر قسم کی قربانیاں اور مجاہدات کرتے چلے جانا چاہیئے۔ اس دُعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ہماری ان حقیر قربانیوں کو قبول فرمائے کہ ہر خیر اس کے فضل پر منحصر ہے۔ انسان اپنی کسی طاقت یا اپنے کسی عمل یا اپنی کسی قربانی یا کسی ایثار سے خدا تعالیٰ کی محبت کو حاصل نہیں کر سکتا۔ نجات کو نہیں پا سکتا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ

اللہ تعالیٰ کا فضل

ہی ہم پر نازل ہو۔ اور وہ تھوڑے کو بہت سمجھ لے۔ وہ حقیر کو اعلیٰ سمجھ لے۔ وہ ایک ذرہ ناچیز کو اپنی دو انگلیوں کے ذریعہ اپنی قدرت نمائی کے سامان پیدا کر دے۔ وہ جو سب قدرتوں والا ہے۔ وہ جو تمام فضلوں اور برکتوں والا ہے۔ وہ اپنے بندے پر فضل اور رحمت اور برکت کی بارش نازل کرنا شروع کر دے

نجات اسی کے فضل پر منحصر ہے

اور اُسی کے حصول کو جذب کرنے کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپؐ کی محبت کا حکم دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا کرے اور ہمارے لئے عرفان کی راہوں کو ہمیشہ کھولتا چلا جائے آمین ۞

اخبارِ قادیان

۱۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مظفر نگر (یوپی) میں منعقد ہونیوالی احمدیہ کانفرنس میں شرکت کے لئے ۲۳ مئی کو بذریعہ کار چند احباب سمیت تشریف لے گئے تھے اور ۲۶ مئی کو قبل دوپہر واپس تشریف لے آئے ہیں۔ احمدیہ کانفرنس مخالفین کے شور و شر کے باوجود خدا کے فضل سے کامیاب رہی۔ کانفرنس کی مفصل رپورٹ بدر کے آئندہ شمارے میں دی جائے گی۔

۲۔ محترم سید جعفر حسین صاحب ایڈووکیٹ شادنگر آندھرا۔ اپنی اہلیہ سمیت مقامات مقدسہ کی زیارت کیلئے ۲۲ مئی کو قادیان پہنچے۔ اور ۲۶ مئی کو واپس روانہ ہو گئے۔

۳۔ محترم مولوی بشیر احمد صاحب آف دہلی جو اپنی بچی کی شادی کے لئے پاسپورٹ پر اپنی بیوی اور بچی سمیت پاکستان گئے ہوئے تھے۔ ۲۶ مئی کو واپس قادیان پہنچ گئے۔

قسط ۱

جنوری ۱۹۷۲ء میں

حج بیت اللہ شریف اور زیارت مدینہ منورہ کے

رُوح پرور و ایمان افروز حالات

از الحاج حضرت سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی آف کلکتہ مرحوم و مغفور
(ترتیب و پیشکش: محمد حفیظ بقاپوری)

جنوری ۱۹۷۲ء میں محترمی مکرمی الحاج سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی آف کلکتہ کو اپنے چھوٹے بیٹے مکرم شریف احمد صاحب بانی اور اپنی اہلیہ صاحبہ محترمہ زبیدہ بیگم کے ساتھ حج بیت اللہ شریف بجالانے اور مدینہ منورہ میں روضۂ اطہر کی زیارت کی سعادت حاصل ہوئی۔ محترم بانی صاحب گزشتہ سال مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۷۴ء کو کراچی میں بقضاء الٰہی وفات پاکر ربوہ کے بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوئے۔ الحاج مرحوم و مغفور نے جو مختلف خطوط محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اپنے بیٹوں اور بعض رشتہ داروں کو ارضِ حرم میں قیام کے دنوں میں تحریر فرمائے اُن میں بڑے ہی دلنواز انداز میں اس مبارک سفر اور مناسکِ حج کے حالات قلمبند فرمائے جو ان مقامات سے دُور افتادہ عاشقینِ ارضِ حرم کے لئے نہایت درجہ ایمان افروز اور روح پرور ہیں۔ ہمیں یہ خطوط مرحوم کے بیٹوں سے دستیاب ہوئے ہیں۔ اور اس خیال سے کہ حج بیت اللہ شریف کے مبارک سفر اور دیارِ حبیب کے حالات ہر مومن کے لئے روحانی غذا کا رنگ رکھتے ہیں۔ ان کا بار بار پڑھنا اور سننا رُوح میں جِلا پیدا کرتا اور ایمان کو بڑھاتا ہے۔ اس لئے مقدس مقامات سے لکھے ہوئے اُنہیں مکتوبات کی روشنی میں زیرِ نظر مبارک سلسلہ مضامین مرتب کر کے افادہ احباب کی خاطر اخبار بدر میں دیا جا رہا ہے۔

حالات و کوائف کی تدوین و ترتیب میں کوشش یہی کی گئی ہے کہ الحاج مرحوم ہی کے اپنے الفاظ میں یہ رُوح پرور تذکرہ ہو۔ کیونکہ ایک تو عینی شاہد کا بیان اپنے اندر زبردست حقیقت رکھتا ہے۔ دوسرے خود مرحوم و مغفور محترم بانی صاحب کا اپنا اندازِ تحریر ایسا دلچسپ اور پُر لطف ہے کہ اس میں زیادہ تغیر و تبدل مناسب نہیں سمجھا گیا۔ سوائے اس قلیل حذف و اضافہ کے جو بعض واقعات کو مربوط بنانے کے لئے اضطراراً عمل میں لایا گیا ہے۔ اس طرح یہ مجموعہ نہ صرف یہ کہ روحانی غذا کا کام دیتا ہے بلکہ خاصا معلومات افزا بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت سیٹھ صاحب مرحوم و مغفور کو اپنے قُربِ خاص میں جگہ دے۔ اور جس طرح وہ اس دُنیا میں اپنے دل میں ان مقدس مقامات کی غیر معمولی تڑپ رکھتے تھے اور اس کو پورا کرنے کے لئے باوجود پیرانہ سالی کے آپ نے یہ سفر کیا۔ اسی طرح بعد از وفات خدا تعالیٰ اپنی خاص رحمت کے صدقے اُنہیں اپنے قُربِ خاص میں جگہ دے۔ نیز مرحوم کی ساری اولاد کو ہمیشہ ہی اپنے نیک۔ خدا ترس بزرگ باپ کے نقشِ قدم پر چلتے چلے جانے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین۔ (مرتّب)

مبارک سفر کا آغاز اور ارضِ حرم میں حاضری

محترم سیٹھ صاحب مرحوم و مغفور نے مکّہ معظمہ سے بتاریخ ۱۶ ۱/۲ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے نام ایک مفصل مکتوب تحریر فرمایا جس میں آپ نے مبارک سفرِ حج کے مختصر کوائف بڑے ہی دلآویز انداز میں قلمبند فرمائے۔ آپ کا یہ سفر کراچی ایرپورٹ سے شروع ہوا۔ چنانچہ اسی کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں:۔

" ۲ جنوری کو ہوائی جہاز کا اعلان ہوا۔ اس کے مطابق میں۔ والدہ منیر احمد اور عزیزہ شریف احمد بوئنگ پر صبح نو بجے روانہ ہوئے۔ اس میں جملہ ۱۷۰ زائرین تھے۔ راستہ بھر قرآن مجید کی تلاوت کا ریکارڈ بجتا رہا۔ ۱۲ بجے بہت ہی لذیذ بریانی جہاز والوں کی طرف سے پیش کی گئی۔ اور دقفہ کے ساتھ قہوہ بھی پلایا گیا عین وقت پر ظہر کی نماز کے بعد جدّہ پر نزول ہوا۔ کسٹم میں بے حد بدانتظامی تھی۔ تقریباً ۲ بجے شاندار ٹیکسی پر ۲۱ ریال کرایہ دے کر روانہ ہوئے اور عصر کے وقت مکّہ معظمہ میں داخل ہوئے۔ سامان معلّم کے مکان پر رکھ کر حرم شریف میں جاکر طواف کا شرف حاصل کیا۔ صفا مروہ پر سعی کی۔ آبِ زمزم سے راحت حاصل کی۔ نمازِ عصر پڑھی اور دو نفل پڑھ کر احرام کھولا۔ معلّم کے ہاں رات کا کھانا کھایا۔ اور اس کے وساطت سے حرم شریف کے قریب ہی ایک کمرہ ۱۰×۱۵ سائز کا ایک ماہ کے لئے ایک ہزار ریال کرایہ پر حاصل کیا جس میں بجلی۔ پانی اور فلش سسٹم کا اچھا انتظام ہے۔ الحمد للہ

مکّہ کی روحانی عظمت کے ساتھ ظاہری شان و شوکت

اس مقدس شہر میں بیت اللہ ہونے کی وجہ سے روحانی شان کے علاوہ دنیاوی رنگ میں بھی بے شمار محلات چھ چھ اور آٹھ آٹھ منزلہ واقع ہیں۔ جن میں سے اکثر میں لفٹ کی سہولت بھی میسر ہے۔ مگر ایک ماہ کے لئے کرایہ کی شرح فی کمرہ ۵ ہزار سے ۷ ہزار تک ہے۔ چونکہ شرح تبادلہ کی رُو سے یکصد ریال پاکستانی ۲۷۰ روپے کے برابر ہے اس لئے ان محلات میں کمرہ لینا ہمارے جیسے متوسط حال کے بس کا نہیں ہے۔ ان محلات میں کم و بیش یکصد اور دو صد کمرے ہیں اور زیادہ تر اسلامی حکومتیں اپنی رعایا کے لئے ٹورسٹ کے طور پر کرایہ پر لیتی ہیں۔ مگر حکومتِ پاکستان نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ گو یہاں اس کا سفارت خانہ اور اچھا خاصا ہسپتال بھی موجود ہے۔

سفرِ مدینہ منوّرہ

نصف ماہ حال کو ضروری سامان ہمراہ لے کر مدینہ منوّرہ کا رُخ کیا۔ ایک امپالا ٹیکسی ۷۵ ریال میں کرایہ پر لی اور ۲۵۰ میل کا یہ سفر ۵ گھنٹے میں طے کیا۔ سڑک بہت پختہ اور کافی چوڑی ہے۔ سارا راستہ سیاہ اور بنجر پہاڑیوں سے گھرا ہوا ہے۔ زائرین بدر کے مقام کے قریب چند منٹ کے لئے ٹھہرتے ہیں اور اکثر دو نفل بھی پڑھتے ہیں۔ مدینہ منوّرہ کے قرب و جوار میں نخلستان نظر آتے ہیں جس میں بیشتر درخت کھجور کے ہیں۔ اور کچھ زراعت بھی ہوتی ہے۔ نمازِ عصر کے قریب ہم دیارِ محبوب میں پہنچے۔ اس وقت بارش ہو رہی تھی۔ مسجد نبوی سے ملحقہ راستہ پر نمازِ عصر پڑھی۔ کیونکہ زائرین کی کثرت کی وجہ سے اندر جگہ نہیں تھی۔ مکّہ معظمہ کے لئے ہر زائر کو اختیار ہے کہ اپنی پسند اور سہولت کے مطابق معلّم کا انتخاب کرے۔ مگر مدینہ منوّرہ میں حکومت نے ہر علاقہ کے لئے الگ الگ معلّم مقرر کئے ہوئے ہیں۔ پاکستان کے معلّم کا نام حمید والجبیری ہے۔ یہ ہے تو عربی النسل مگر اُردو اور پنجابی زبان بڑی روانی سے بولتا ہے۔ معقول آدمی ہے۔ اس کا مکان اور دفتر مسجد نبوی کے بالکل قریب اور عین سامنے ہے۔ ایک حدیث کے منشاء کے مطابق اس مسجد میں کم از کم چالیس فرض نمازیں ادا کرنا بہت بڑے ثواب کا موجب ہے۔ اس کے مطابق ہر زائر کے لئے موقع دیا جاتا ہے کہ وہ آٹھ دن اس شہر میں قیام کرے۔ اس سے زیادہ قیام کی اس لئے اجازت نہیں کہ مسجدِ نبوی باوجود کافی وسیع ہونے کے ایک ہی وقت میں لاکھوں زائرین کے لئے ناکافی ہے۔ قیام کے اجازت نامہ کا نام تنازلی ہے۔ جو معلّم کی وساطت سے حاصل کیا جاتا ہے۔ اس کے مطابق ہم نے قریب کی گلی میں پہلی منزل پر ۲۰×۲۵ سائز کا کمرہ آٹھ دن کے لئے دو صد ریال کرایہ پر حاصل کیا جس میں مکّہ شریف کی طرح بجلی پانی اور صفائی کی سہولت میسر ہے۔ جو زائر اتنا کرایہ برداشت نہیں کر سکتے یا نہیں کرنا چاہتے ان کو معلّم کے مکان پر ہی نیچے یا اوپر کی منزلوں میں آٹھ دن کے لئے تیس یا چالیس ریال کرایہ کی شرح سے ایک چارپائی مل جاتی ہے۔ کھانے کے لئے دونوں شہروں میں ہر معیار کے ہوٹل موجود ہیں۔ پاکستانی اور پنجابی ہوٹلوں میں من پسند کھانا مناسب نرخ پر مل جاتا ہے۔ تازہ اور خشک فروٹ یہاں بافراط میسر ہیں۔ دونوں مقدس مقامات میں مچھر کا نام و نشان تک نہیں ہے۔ بڑے راستوں اور چوڑے راستوں پر حکومت کی طرف سے ہر وقت ٹرک چکر لگاتے رہتے ہیں جن میں سے ہر ایک پر آٹومیٹک مشین رکھی ہوئی ہے۔ جو فلٹ چھڑکتی رہتی ہے اور تنگ گلیوں میں ایسی ہی دستی مشین اپنی پیٹھ پر اس طرح حکومت کے ملازم لئے پھرتے ہیں جس طرح سقے پانی کی مشک اُٹھاتے

ہیں۔ ہر حکومت کو اس تجربہ سے فائدہ اٹھاکر اپنی رعایا کو مچھر کی مصیبت سے محفوظ کرنا چاہیئے

مدینہ منورہ کے مضافات میں مقدس زیارات واقع ہیں۔ جن میں سے مسجد قبا۔ مسجد قبلتین۔ مسجد غمامہ۔ جنّت البقیع۔ احد پہاڑ۔ مزار حضرت حمزہؓ۔ خندق سے متعلقہ مسجد ابوبکر مسجد سلمان فارسی۔ مسجد عمر اور مسجد فتح (جہاں سورۃ انّا فتحنا نازل ہوئی تھی) ان میں زائرین دو دو نفل پڑھتے ہیں۔ ان سب جگہوں پر جانے کے لئے پختہ سڑکیں موجود ہیں اور ٹیکسی والے فی کس دو ریال لے کر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ میں یہ پروگرام مکمل کرتے ہیں۔ ہر جگہ بے شمار گداگر نظر آتے ہیں اور زائرین بڑے شرح صدر سے خیرات کرتے ہیں۔

روضۂ نبویؐ پر حاضری

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک پر روزانہ سلام کرنے اور درود شریف پڑھنے کا موقع ملتا رہا ہے۔ مگر اُس کے قریب پہنچنا مضبوط جسم اور بڑے دل گردے والے کا کام ہے۔ محبانِ رسولؐ کا اتنا ہجوم ہر وقت رہتا ہے کہ وہاں کھڑا ہونا بھی سخت مشکل ہے۔

مسجدِ نبویؐ

مسجد نبوی بڑی خوبصورت وسیع اور شاندار ہے۔ فرش پر اس قدر قالین بچھے ہیں کہ سنگِ مرمر کے فرش کا ایک انچ بھی ننگا نہیں ہے۔ چھت ایسے خوبصورت اور نادر جھاڑ و فانوس سے مزیّن ہے کہ دیکھ کر انسان ششدر و حیران رہ جاتا ہے۔ روحانی نور سے یہ مقام تو معمور ہے ہی لیکن ظاہری روشنی بھی کمال کو پہنچا ہے مختلف ڈیزائن کی ہزاروں ٹیوب لائٹوں نے مسجد کے ہر حصہ کو بقعۂ نور بنا رکھا ہے۔ روضۂ مبارک کی جالیوں کے اردگرد سخت پہرہ ہر وقت رہتا ہے مگر عاشقانِ رسولؐ بھی معلومہ طریقہ سے اپنی آرزو پوری کر ہی لیتے ہیں۔ مسجد کی تینوں جانب ۱۲ عظیم الشان دروازے ہیں اور درمیان میں بغیر سقف کے تین چوک ہیں جہاں زائرین آکر کبوتروں کے لئے گندم ڈالتے ہیں۔ یہ گندم برقعہ پوش مستورات مسجد کے قرب وجوار میں لئے بیٹھی رہتی ہیں۔ اور معقول قیمت پر بیچتی ہیں۔ ہر نماز کے وقت مسجد کا ہر کونہ نمازیوں سے بھر جاتا ہے۔ اور باہر بھی اردگرد ہزاروں صفیں بچھ جاتی ہیں۔ سرسری اندازہ کے مطابق ہر نماز میں ایک لاکھ خوش نصیب شامل ہوتا ہوگا۔ سوائے مغرب کی نماز کے، چاروں نمازوں کے وقت لاوڈ سپیکر پر دو دو اذانیں ہوتی ہیں۔ تہجد کی اذان بھی ہوتی ہے۔ ہر اسلامی ملک کے باشندے اپنے قومی لباس میں ملبوس بہت ہی بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ اس جم غفیر میں مستورات بھی کثرت سے ہوتی ہیں۔

مدینہ منوّرہ کی بعض دیگر خصوصیات

شہر کے بازار کافی چوڑے ہیں اور سڑکیں پختہ اور صاف ہیں۔ میونسپلٹی کا انتظام مہذب اور ترقی یافتہ شہروں کی طرح ہے۔ بے شمار دُکانیں عجیب وغریب اور نادر اشیاء سے بھری ہوئی ہیں۔ جہاں روزانہ لاکھوں روپیہ کی خرید و فروخت ہوتی ہے۔ ہر نماز سے قبل اور بعد زائرین جس کثرت شوق اور انہماک سے خرید میں مشغول نظر آتے ہیں اس کو دیکھ کر بادی النظر میں گویا یہ گمان ہوتا ہے کہ خلق کا یہ انبوہ یہاں صرف خریداری کے لئے ہی آیا ہوا ہے۔ موٹریں اس کثرت سے نظر آتی ہیں گویا کاروں کا بہت بڑا مرکز ہے۔ جیسی گاڑی کسی ملک کے پریذیڈنٹ کو میسّر ہوتی ہے ویسی نفیس موٹر پر ہر زائر مناسب کرایہ دے کر سواری کر لیتا ہے۔ جب امام الحمد شریف پڑھتے ہوئے ولا الضالین پڑھتا ہے تو تمام مقتدی بلند آواز سے بڑے دلکش اور دل آویز طریقہ پر لمبی آمین کہتے ہیں۔ تقریباً نصف نمازی قیام میں ہاتھ نہیں باندھتے۔ ساری مسجد میں بے پناہ ہجوم کی وجہ سے نمازیوں کے سامنے سے بے تحاشہ گزرتے ہیں اور مستورات منہ پر پردہ نہیں کرتیں۔ پانی پلانے والے صراحیاں کندھوں پر اٹھائے مسجد میں ہر وقت گھومتے رہتے ہیں منہ سے تو فی سبیل اللہ کہتے ہیں مگر ایک یا دو قرش حاصل کرنے کی ٹوہ میں بھی رہتے ہیں۔

مدینہ سے واپسی اور مکہ معظمہ میں دوبارہ ورود

بہرحال ہمارا نمازلی کا عرصہ ختم ہوگیا۔ اور ہم تقریباً ۹ بجے صبح کے وقت یکصد بیس ریال دے کر ایک شاندار ٹیکسی پر مسجدِ نبوی میں رخصتی دو نوافل پڑھ کر اور آخری سلام کر کے روانہ ہوئے۔ تین میل پر بئر علی مقام پر احرام باندھا۔ اور دو نفل پڑھے۔ قریب تین بجے نماز ظہر کے بعد مکہ معظمہ میں داخل ہوئے۔ اور حسبِ سابق طواف کرنے اور صفا مروہ پر سعی کرنے۔ آب زمزم پینے اور دو نفل پڑھنے کے بعد احرام کھولا۔ الحمدللہ

بیت اللہ شریف

مکہ معظمہ کی مسجد کے چاروں طرف جو شاہراہیں ہیں۔ ان کے لیول سے بیت اللہ شریف تین سیڑھیاں نیچے ہے۔ یہ سیڑھیاں ایک جگہ نہیں بلکہ بتدریج دو دو اور چار چار سیڑھیاں نیچے اترنا پڑتا ہے۔ نماز کے اوقات کے علاوہ مسجد کے صحن کے مختلف کونوں میں واعظ اپنے ہمزبان زائرین کو وعظ ونصیحت سے مستفیض کرتے رہتے ہیں۔

لیکن یہ وعظ کسی قسم کے اختلافی مسائل کے بارہ میں نہیں ہوتے بلکہ حج کے لوازمات کے بارہ میں ہی ہوتے ہیں

صَفا و مَروہ کی پہاڑیاں

صفا اور مروہ کے درمیان کافی فاصلہ ہے۔ دونوں پہاڑیاں اور درمیانی راستہ سنگِ مرمر سے مزیّن ہیں۔ راستہ کے عین درمیان دو خوبصورت سی چھوٹی چھوٹی گلیاں بنی ہوئی ہیں۔ جن میں رکشہ کی طرح کی چھوٹی گاڑیوں پر ضعیف اور معذور افراد کو کچھ نذرانہ لے کر منتظمین کے مقرر کردہ مزدور سعی کراتے ہیں۔ کل مدینہ منورہ سے واپسی پر طواف کے بعد جب صفا و مروہ پر دوڑنے کا مرحلہ آیا تو میری والدہ نے مشورۃً مجھے کہا کہ آپ چھوٹی گاڑی پر سعی کر لیں میں نے اسے جواباً کہا کہ میری ظاہری حالت پر نہ جاؤ میرا دل خدا کے فضل سے جوان اور کافی توانا ہے۔ میں بھی تمہاری طرح آسانی اور شرح صدر کے ساتھ ساتوں پھیرے چل کر اور دوڑ کر پورے کر سکتا ہوں الحمدللہ۔ (یہ ذکر میں نے خاص طور پر اس لئے کیا ہے کہ آپ کو یہ معلوم کر کے تسلی اور اطمینان ہو کہ ہم تینوں کی صحت ماشاء اللہ بہت اچھی ہے اور ہم کافی چاق وچوبند ہیں۔ الحمدللہ)

جزیرۃ العرب میں اوقات کا سسٹم

مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ بلکہ سارے عرب میں اوقات کا جو سسٹم رائج ہے۔ اس کے مطابق یہاں نمازوں کا وقت اس طرح ہے۔ فجر: ۱۲-۱۰ منٹ۔ ظہر: ۶-۵۵ منٹ۔ عصر ۹-۵۵ منٹ مغرب: ۱۲-۰۔ عشاء: ۱-۳۰ منٹ تہجد: ۱۰-۰۔ گویا پاکستانی ٹائم سے چھ گھنٹہ کا فرق ہے۔

حَرَم شریف کی عمارت

حرم شریف کی عمارت دو منزلہ بہت وسیع اور بے حد خوبصورت و شاندار ہے۔ سعودی حکومت نے اس کی تعمیر پر کروڑوں ریال خرچ کئے ہونگے۔

باہمی گفتگو کی بے تکلفی اور سادگی کا یہ عالم ہے کہ یہاں کسی بھی اجنبی آدمی کو مخاطب کرنا ہو تو یا رفیق! کہہ کر ابتداء کرتے ہیں۔

(باقی)

صدقات کے متعلق سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

خدا تعالیٰ پر توکل سب سے اہم چیز ہے جو کچھ خدا کر سکتا ہے بندہ نہیں کر سکتا خدا تعالےٰ سے دُعائیں کرتے رہو کہ وہ ایسا راستہ کھول دے جس سے آپ کی اور جماعت کی تکلیفیں دُور ہوں۔ اس میں سب طاقتیں ہیں جہاں بندے کی عقل نہیں پہنچتی وہاں اُس کا علم پہنچتا ہے۔ خواہ ایک ٹکڑا ہو صدقات بہت دیا کرو

کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جہاں دُعائیں نہیں پہنچتیں وہاں صدقہ بلاؤں کو رد کر دیتا ہے۔

حضور رضی اللہ عنہ کا مندرجہ بالا ارشاد ہماری جماعت کی موجودہ مشکلات اور ترقی کے راستہ میں روکاوٹوں کے پیشِ نظر ایک خاص اہمیّت رکھتا ہے۔ اور جماعت کے ہر مخلص دوست کا فرض ہے کہ وہ حضور اقدس کے ارشاد کی اہمیت کا پوری طرح احساس کرتے ہوئے کثرت سے صدقات دینا شروع کر دے۔ اور ساتھ جماعت کی مشکلات کے ازالہ کے لئے دُعائیں بھی کرتا رہے۔

اللہ تعالےٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

وِلادت

مکرم عبدالوہاب صاحب گنائی ولد مکرم عبدالغفار صاحب گنائی کے ہاں پہلی بچی تولد ہوئی ہے۔ اس خوشی میں انہوں نے ۶/ روپے درویش فنڈ اور ۵/ روپے اعانت بدر میں ادا کئے ہیں۔

درویشانِ کرام اور احباب جماعت سے زچہ وبچہ کی صحت وسلامتی کے لئے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔ خاکسار: عبدالسلام لون سکریٹری مال جماعت احمدیہ رشی نگر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایّدہ اللہ تعالیٰ
کی
صحت کے متعلق تازہ اطّلاع

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت کافی دنوں سے ناساز چلی آرہی ہے۔ ایک بین الاقوامی جماعت کی اہم ذمہ داریاں حضور کے کندھوں پر ہیں۔ اور فتنوں اور ابتلاؤں کے موجودہ ایّام میں جماعت کی تربیت اور رہنمائی کی ذمہ داریاں اس پر مستزاد ہیں۔ اس لئے جماعت کے تمام افراد کا یہ فرض قرار پاتا ہے کہ وہ حضور انور کی صحت و عافیت اور درازیٔ عمر کے لئے متواتر دُعائیں کرتے رہیں۔ بدر نے ہمیشہ یہ کوشش کی ہے کہ حضور انور کی صحت کے بارہ میں تازہ ترین اطلاعات احباب تک پہنچائی جائیں۔ ۲۹ر کا بدر کتابت ہو کر جالندھر پریس میں جاچکا تھا کہ ربوہ سے آنے والے ایک دوست کے ذریعہ سے حضور کی صحت کے متعلق ۲۴ر مئی کی جو رپورٹ محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب نے ارسال فرمائی ہے، وہ احبابِ کرام کی اطّلاع اور دُعاؤں کی مزید تحریک کے لئے بطور ضمیمہ شامل کی جارہی ہے۔ (ایڈیٹر)

"گزشتہ سوا مہینہ سے حضور ایّدہُ اللہ تعالیٰ کو گُردوں میں انفیکشن کی تکلیف ہے۔ پہلے تو بُخار بھی کافی زیادہ ہوگیا تھا۔ مگر پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخار اُتر گیا۔ اب ہر ہفتہ قارُورہ کا معائنہ کروایا جارہا ہے۔ جس سے پتہ لگتا ہے کہ انفیکشن دُور نہیں ہوئی۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے دس روز سے بخار بالکل نہیں ہوُا۔ تاہم قارورہ میں انفیکشن کے موجود ہونے کی وجہ سے فکر ہے۔

حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ کو بلڈ شوگر کی تکلیف بھی نکلی تھی۔ جو اَب اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی حد تک کنٹرول میں آچکی ہے۔ احبابِ جماعت خاص دَرد و الحاح سے حضوُر ایّدہ اللہ تعالیٰ کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے خاص دُعائیں کرتے رہیں۔

والسّلام

خاکسار: ڈاکٹر مرزا منور احمد"

۲۴ - ۵ - ۱۹۷۵

مدیرِ تجلّی عامر عثمانی کے کذب و افتراء کی انتہا!

احمدیوں پر تحریفِ قرآن کا ناپاک اِلزام !!

بہت بڑھ بڑھ کے باتیں کی ہیں تُو نے اور چھپایا حق ∴ مگر یہ یاد رکھ اِک دن ندامت آنیوالی ہے
یہ کیا عادت ہے کیوں سچی گواہی کو چھپاتا ہے ∴ تیری اِک روز اے گستاخ شامت آنیوالی ہے

از مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

(۱)

اللہ تعالیٰ مومنوں کو سچ بولنے اور صاف سیدھی بات کرنے کے بارہ میں ارشاد فرماتا ہے :-

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ٥ (احزاب ع ۹)

کہ اے مومنو! اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور وہ بات کہو جو سیدھی، سچی اور پہلودار نہ ہو (اگر تم ایسا کرو گے) تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال درست کر دے گا۔ اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرے۔ وہ بڑی کامیابی حاصل کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے صرف یہی ارشاد نہیں فرمایا کہ خود سچ بولو۔ بلکہ یہ بھی ہدایت فرمائی کہ :-

" کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ "

راستباز اور سچے لوگوں کی صحبت اختیار کرو کیونکہ ؎

صحبتِ صالح ترا صالح کند
صحبتِ طالح ترا طالح کند

اور یہ ایک حقیقت ہے کہ ایک انسان کا پاکیزہ ماحول اُس کے خیالات و اعمال پر اثرانداز ہوتا ہے۔

اسی طرح جھوٹ کی شناعت اور بداثرات کو ملحوظ رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ مومنوں کو ارشاد فرماتا ہے :-

" وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ "
(حج ع ۴)

کہ جھوٹ بولنے اور جھوٹی اور خلافِ واقعہ باتیں بیان کرنے سے احتراز و اجتناب کرو۔ اور ایسے منافق طبع لوگوں سے ہوشیار و خبردار کیا ہے۔ جن کا کام

" وَالْمُرْجِفُوْنَ فِی الْمَدِیْنَۃِ "
(احزاب ع ۸)

شہر اور مدینہ میں جھوٹی افواہیں پھیلانا ہے۔ یعنی غلط اور بے بنیاد باتوں کو لے کر مومنوں کو خائف و مرعوب کرنے کے لئے اور عوام کو دھوکہ دینے کے لئے پراپیگنڈہ کرتا ہے۔

(۲)

اصدق الصّادقین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سچ بولنے کی برکت اور جھوٹ کے بدنتائج کے بارہ میں نہایت ہی حکیمانہ طور پر فرماتے ہیں :-

" اِنَّ الصِّدْقَ یَھْدِیْ اِلَی الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ یَھْدِیْ اِلَی الْجَنَّۃِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَصْدُقُ حَتّٰی یَکُوْنَ صِدِّیْقًا وَاِنَّ الْکِذْبَ یَھْدِیْ اِلَی الْفُجُوْرِ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ یَھْدِیْ اِلَی النَّارِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَکْذِبُ حَتّٰی یُکْتَبَ عِنْدَ اللّٰہِ کَذَّابًا "

(بخاری جلد ۴ صفحہ ۸۴ مصری)

یعنی سچ بولنا ایک انسان کو نیک عمل بجالانے کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور اس کو نیکی کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ اور نیکی انسان کو جنت میں لے جانے کا باعث بنتی ہے۔ ایک شخص جس کو سچ بولنے کی عادت پڑ جاتی ہے وہ صدّیق بن جاتا ہے (یعنی اُس کی فطرت جھوٹ بولنا پسند ہی نہیں کرتی اور سچ بولنا اس کی عادتِ ثانیہ بن جاتا ہے) لیکن اس کے برعکس جھوٹ انسان کو بدیوں اور برائیوں کی طرف لے جاتا ہے۔ اور یہ بدی اور برائی اُس کو جہنم تک پہنچا دیتی ہے۔ اور ایک انسان ایک کے بعد دوسرا جھوٹ بولتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں "کذّاب" (بالکل جھوٹا) لکھا جاتا ہے۔

آنحضرت صلعم نے جھوٹ کو کبائر گناہوں میں بلکہ "اکبر الکبائر" میں شمار فرمایا ہے۔ ایک مرتبہ ایک مجلس میں جھوٹ کی خرابی کو بیان کرتے ہوئے اُس سے روکنے کے لئے بار بار فرمایا " اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ " خبردار! جھوٹ سے بچو۔ خبردار! جھوٹ سے بچو۔ خبردار! جھوٹ سے بچو۔

اور راوی بیان کرتے ہیں

" فَمَا زَالَ یُکَرِّرُھَا حَتّٰی قُلْنَا لَیْتَہٗ سَکَتَ " (بخاری جلد ۴ صفحہ ۶)

کہ آنحضرت صلعم نے "اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ" کے الفاظ کو اتنی مرتبہ دُہرایا کہ ہمارے دل میں حضورؐ کی تکلیف کو دیکھ کر خواہش ہوئی کہ کاش اب آپ خاموش ہو جائیں۔

اسی طرح آنحضرت صلعم نے روزہ رکھنے والے مومن کے بارہ میں فرمایا :-

" مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِہٖ فَلَیْسَ لِلّٰہِ حَاجَۃٌ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ "

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۱۱ مصری)

یعنی جو روزہ رکھنے والا جھوٹی بات کہنے اور اس پر عمل کرنے سے نہیں رکتا تو اللہ تعالےٰ کو اس بات کی ضرورت نہیں کہ وہ کھانا پینا چھوڑ کر بھوکا پیاسا رہے۔ اگر اس روزہ دار کے قول و فعل میں نیکی و راستبازی کا اثر نہیں ہوا۔ وہ جھوٹ بول کر اور خلافِ واقعہ باتیں کر کے اپنے مفاد کے لئے دوسروں کو دھوکہ دیتا ہے اور ہدایت و نیکی کے برعکس عمل کرتا ہے۔ جھوٹ اور بدعملی کو چھوڑ نہیں سکتا۔ تو پھر ظاہری طور پر کھانا پینا چھوڑ دینا بے معنی اور بے اثر ہے۔

آنحضرت صلعم ایک منافق کی تین علامتوں میں سے ایک علامت یہ بیان فرماتے ہیں :-

" اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ "
(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۲ مصری)

کہ منافق جب بات کرتا ہے تو وہ جھوٹ بولتا ہے۔

(۳)

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تو سچائی اور راستبازی اختیار کرنے کی اہمیت اور جھوٹ اور غلط پراپیگنڈہ کی مذمّت کرتے ہوئے اس کے چھوڑنے پر زور دے رہے ہیں۔ مگر اس زمانہ کے نام نہاد علماء مخالفینِ احمدیت جھوٹ بولنے کے جواز بلکہ اس کے وجوب کا فتویٰ دے رہے ہیں۔ چنانچہ

۱- مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی لکھتے ہیں :-

" احیاء حق کے واسطے کذب درست ہے۔ مگر تا امکان تعریض سے کام لیوے اگر ناچار ہو تو کذبِ صریح بولے "

(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۶۲)

۲- مدیرِ تجلّی کے مجدد و محدّث مولوی مودودی صاحب رقمطراز ہیں :-

" جھوٹ اُس کی (یعنی اسلام کی) نگاہوں میں ایک بد ترین برائی ہے لیکن عملی زندگی کی بعض ضرورتیں ایسی ہیں۔ جن کی خاطر جھوٹ کی نہ صرف اجازت ہے بلکہ بعض حالات میں اُس کے وجوب کا فتویٰ دیا گیا ہے۔ "

(ترجمان القرآن مئی ۱۹۵۸ء)

ان فتاویٰ کی موجودگی میں جماعت احمدیہ کے خلاف ان علماء کے لئے جھوٹ اور کذبِ صریح بولنا نہ صرف جائز بلکہ واجب معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ ان علماء کے ایسے اقوال و اعمال سے ظاہر ہوتا ہے۔ جو وہ جماعت احمدیہ کے خلاف کہتے اور کرتے ہیں۔

(۴)

کذب و افتراء کی ایک بدترین مثال

مدیرِ تجلّی کی صریح الزام تراشی

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعتِ احمدیہ کے قیام پر ۸۶ برس گزر رہے ہیں اور اس دوران یہ جماعت اور اس کا لٹریچر اکنافِ عالم میں پھیل چکا ہے۔ اور اس وقت ماشاء اللہ ایک کروڑ سے زائد احمدی اقطارِ عالم میں موجود ہیں۔ قرآن مجید اور اس کا ترجمہ مختلف زبانوں میں جماعتِ احمدیہ کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔ اور یہ نسخے احمدیوں۔ غیر احمدیوں۔ غیر مسلموں اور زیرِ تبلیغ دوستوں کے پاس ہر ملک میں موجود ہیں۔ جماعتِ احمدیہ قرآن مجید کی بسم اللہ کی با سے لیکر والنّاس کی سین تک ایمان و یقین رکھتی اور اس پر عمل کرتی ہے۔ اُس کے ایک لفظ میں تو کیا اُس کے ایک شعشہ میں تغیّر و تبدّل کو موجبِ سلبِ ایمان سمجھتی ہے۔ جماعتِ احمدیہ کے اس صحتِ دعویٰ پر وہ تمام قرآن مجید گواہ و شاہد ہیں۔ جو مختلف ممالک میں مختلف زبانوں میں شائع شدہ موجود ہیں۔ ہر مذہب و فرقہ، رنگ و نسل کے لوگوں کے پاس موجود ہیں۔ اور ہند و پاکستان میں بھی وہ قرآن مجید موجود۔ شائع اور متعارف ہیں۔ دوسرے مسلمانوں کی طرف سے اور عربی اسلامی ممالک میں جو قرآن مجید شائع ہوتے ہیں بے شک ان نسخوں کا ان سے مقابلہ کر کے دیکھا جا سکتا ہے۔ کوئی فردِ بشر بھی جماعتِ احمدیہ کی طرف سے شائع کردہ قرآن مجید اور دوسرے مسلمانوں کی طرف سے شائع شدہ قرآن مجید کی عبارت

میں ذرہ بھر کا بھی فرق نہ پائے گا اور نہ آج تک پا سکا ہے۔ متنِ قرآن بعینہٖ ایک ہی ہے۔

مگر بُرا ہو ضد و تعصب کا کہ مندرجہ بالا حقائق کے باوجود عامر عثمانی مدیر تجلی دیوبند ماہ مارچ ۱۹۷۵ء کے شمارہ میں محوث کے بارہ میں قرآن مجید اور احادیثِ نبوی صلعم کی تعلیمات کو نظر انداز کرتے ہوئے کتنی دیدہ دلیری سے جماعت احمدیہ کے خلاف تحریفِ قرآن کی الزام تراشی کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:۔

"ہٹ دھرمی اور دیدہ دلیری تو قادیانیت کا طرۂ امتیاز ہے۔ ان لوگوں کی جرأت کا یہ عالم ہے کہ سالہا سال سے قرآن کے ایسے نسخے چھاپتے چلے جا رہے ہیں جن میں بیسیوں جگہ لفظی تحریف اور حذف و اضافہ ہے۔ خدا کی پناہ۔ جو گروہ خدا کے کلام کو بدل سکے۔ وہ بھی اگر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان بالجہر کئے چلا جاتا ہے۔ تو اس سے بڑھ کر ڈھٹائی اور ہذیان سرائی دنیا میں اور کیا ہو سکتی ہے۔"

(تجلی ماہ مارچ ۱۹۷۵ء صفحہ ۱۲)

مدیر تجلی کے اس الزام پر جو کذب و افتراء کا مرقع ہے قرآنی ارشاد

"لعنۃ اللّٰہ علی الکٰذبین"

(آل عمران ع)

کہتے ہوئے قرآنی الفاظ میں ہی چیلنج کرتے ہیں

ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ

(البقرۃ ع)

کہ وہ اپنے الزام کے ثبوت میں قرآن مجید کا کوئی ایک ایسا نسخہ اور اس کا کوئی ایک ایسا فقرہ ہی پیش کریں جس کو جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع کیا گیا ہو اور اس میں کوئی لفظی تحریف یا حذف و اضافہ ہو۔ اور اگر مدیر تجلی اور اس کے ہم نوا ایسا نہ کر سکے اور انشاء اللہ قیامت تک ایسا ثبوت پیش نہ کر سکیں گے۔ تو ان کو خدائی غضب سے ڈرنا چاہیئے۔ کہ آخر ایک دن ان کو بھی اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونا ہے۔ ہم حیران ہیں۔ کہ آخر یہ معاندین احمدیت جو اپنے آپ کو اسلام کا واحد اجارہ دار سمجھتے ہیں۔ جھوٹ و افتراء جیسی ناپاک چیز کو شیر مادر سمجھ کر کیوں پی جاتے ہیں۔ کیا ان کے دلوں میں کچھ بھی خوف خدا نہیں؟ اور ان کو جماعت احمدیہ کے خلاف کذب و افتراء سے پُر ایسا پراپیگنڈہ کرنے میں کیوں ذرہ بھر بھی شرم و حجاب محسوس نہیں ہوتا؟ معلوم ہوتا ہے کہ مدیر تجلی الدان کے مجدد و محدث مولانا مودودی صاحب کے ایسے طرز عمل کو دیکھ کر ہی جو قرآن و حدیث کے صریح خلاف ہے۔ شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی کو لکھنا پڑا تھا کہ

"مودودی صاحب کا کتاب و سنت کا بار بار ذکر فرمانا محض ڈھونگ ہے وہ نہ کتاب کو مانتے ہیں۔ اور نہ سنت کو مانتے ہیں۔ بلکہ وہ خلاف سلف صالحین ایک نیا مذہب بنا رہے ہیں۔ اور اسی پر لوگوں کو چلا کر دوزخ میں دھکیلنا چاہتے ہیں۔"

(کتاب مودودی دستور صفحہ ۱۲۶)

(۵)

مدیر تجلی کی طرف سے خود قرآن مجید میں لفظی و معنوی تحریف

انصاف پسند قارئین! لیجئے احمدیوں پر تحریف قرآن کا الزام لگانے والے "مدیر تجلی" خود قرآن مجید میں لفظی اور معنوی تحریف کے مرتکب ہوئے ہیں۔ جس کا تازہ ثبوت یہ ہے۔

(۱) مدیر تجلی نے ماہ فروری ۱۹۷۵ء کے شمارہ کے صفحہ ۳۷ پر قرآن مجید میں سے سورہ نساء کی جو آیت نقل کی ہے۔ وہ یوں مرقوم ہے۔

"ومن یطع اللّٰہ و رسولہ"

حالانکہ قرآن مجید میں یہ آیت یوں ہے۔

"ومن یطع اللّٰہ والرسول"۔ مدیر تجلی نے قرآنی لفظ "الرسول" کو بدل کر اس کی جگہ "رسولہ" کر دیا۔ کیا یہ لفظی تحریف قرآنی کی روشن مثال نہیں؟۔

(۲) نیز مدیر تجلی رقمطراز ہے۔

"قرآن میں بتایا گیا۔ کہ حضرت عیسیٰ نہ قتل ہوئے۔ نہ سولی دئے گئے بلکہ انہیں زندہ آسمان پر اٹھا لیا گیا۔"

تجلی ماہ دسمبر ۱۹۷۴ء صفحہ ۱۶)

اب اے قارئین کرام! آپ سارے قرآن مجید کو اوّل سے آخر تک پڑھ جائیں۔ مگر آپ کو کہیں یہ الفاظ نظر نہ آئیں گے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو "زندہ آسمان" پر اٹھا لیا۔ مگر مدیر تجلی نے مخالفت احمدیت میں قرآن مجید میں لفظی و معنوی تحریف کرتے ہوئے "زندہ آسمان" کے الفاظ کا اضافہ کر دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ عامر عثمانی صاحب کے پاس ان کا یا دوسرے مسلمانوں کا شائع کردہ قرآن مجید کا کوئی ایسا نسخہ ضرور موجود ہے۔ جس میں الرسول کی جگہ رسولہ اور حضرت عیسیٰ کے لئے زندہ آسمان پر جانے کے الفاظ موجود ہیں۔!!

پس قرآن مجید میں لفظی و معنوی تحریف کے متذکرہ بالا ثبوتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر ہم عامر عثمانی مدیر تجلی کے اپنے الفاظ کو ہی (صرف نام کے تغیر کے ساتھ) ان کے حق میں دہرائیں۔ تو ان کو یقیناً رنج نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ یہ امر واقعہ ہے کہ

"ہٹ دھرمی اور دیدہ دلیری تو عامر عثمانی کا طرۂ امتیاز ہے۔ ان لوگوں کی جرأت کا یہ عالم ہے۔ کہ سالہا سال سے قرآن کے ایسے نسخے چھاپے چلے جا رہے ہیں جن میں بیسیوں جگہ لفظی تحریف اور حذف و اضافہ ہے (دو کا ثبوت تو ہم نے اوپر درج کر دیا ہے) خدا کی پناہ۔ جو گروہ خدا کے کلام کو بلا تکلف بدل سکے وہ بھی اگر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان بالجہر کئے چلا جاتا ہے۔ تو اس سے بڑھ کر ڈھٹائی اور ہذیان سرائی دنیا میں اور کیا ہو سکتی ہے۔"

(بحوالہ تجلی ماہ مارچ ۱۹۷۵ء صفحہ ۱۲)

(۶)

مقام عبرت

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تکذیب و تکفیر کرنے والا اور ایک عرصہ قبل ماہ مارچ میں جماعت احمدیہ کے خلاف تحریف قرآن کرنے کے جھوٹے الزامات لگا کر غلط پراپیگنڈہ کرنے والا مدیر تجلی خود قرآن مجید میں لفظی و معنوی تحریف کا ارتکاب کر کے پونا میں ۱۲-۱۳ اپریل ۱۹۷۵ء کی درمیانی شب کو (کسی مجاہدہ و تبلیغی مجلس میں شرکت نہیں) ایک مشاعرہ میں شریک ہو کر اپنا کلام سنانے کے بعد حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے اس دار فانی سے حسرت و یاس کے ساتھ رخصت ہو گیا۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ اور تحریف قرآن لفظی و معنوی اور حذف و اضافہ کرنے کا سارا کارنامہ بلکہ کلنک لیتے ساتھ لے کر خدا تعالیٰ کے روبرو حساب و کتاب کے لئے حاضر ہو گیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

آنریبل گیانی ذیل سنگھ صاحب چیف منسٹر پنجاب کی بمبئی میں آمد

ایک استقبالیہ تقریب میں جماعت احمدیہ کی طرف سے بھی انکو پھولوں کا ہار پیش کیا گیا

آج کل آنریبل گیانی ذیل سنگھ صاحب چیف منسٹر پنجاب بمبئی میں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ مختلف اداروں کی طرف سے اُن کے اعزاز میں استقبالیہ تقاریب منعقد ہو رہی ہیں۔ چنانچہ مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۷۵ء کو صبح ۱۱ بجے رام گڑھیا ایسوسی ایشن بمبئی کی طرف سے جناب گیانی صاحب کے اعزاز میں ٹیریتم ریسٹورنٹ دادر میں استقبالیہ تقریب منعقد کی گئی۔ خاکسار کو بھی اس تقریب میں شمولیت کا دعوت نامہ آیا تھا۔ مجلس منتظمہ کی خواہش پر خاکسار نے بھی جماعت احمدیہ کی طرف سے جناب چیف منسٹر صاحب کے گلے میں پھولوں کا ہار ڈالا۔ اور اس گوربانی کے پوتر شبدوں میں اُن کا سواگت کیا ہے

آؤ بہنیں گل ملاں انک سہیلڑیا
مل کے کراں کہانیاں سمرتھ کنت کیاہ
سلچ صاحب سب گن اوگن سب اساہ

اس پر محترم گیانی صاحب نے خوش ہو کر خاکسار سے معانقہ کیا۔ اور حاضرین مجلس بھی اس نظارہ کو دیکھ کر متاثر ہوئے۔ اس تقریب میں مختلف ذی اثر احباب سے تعارف ہوا اور تبلیغ کا موقعہ ملا اور لٹریچر دیا گیا۔

خاکسار: شریف احمد امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی　$\frac{16}{75}$

زکوٰۃ

ایک دفعہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو عورتیں آئیں جن کے ہاتھ میں سونے کے دو کڑے تھے۔ حضورؐ نے اُن سے دریافت کیا کہ کیا تم ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو۔ تو انہوں نے نفی میں جواب دیا اس پر حضورؐ نے فرمایا کہ تم پسند کرتی ہو کہ تم کو قیامت کے دن سونے کی بجائے آگ کے کڑے پہنائے جائیں جس پر اُن دونوں عورتوں نے فوراً زکوٰۃ ادا کر دی۔ (ترمذی جلد ۱ صفحہ ۹ باب الزکوٰۃ)

ناظر بیت المال آمد قادیان

احباب صد سالہ جوبلی فنڈ میں جلد ادائیگی فرمائیں۔

شذرات

از محترم چودھری فیض احمد صاحب گجراتی!

(۱)

روایت ہے کہ ۱۹۷۴ء میں جب احمدیت کی مخالفت نقطۂ عروج پر تھی اور مولویوں کی اشتعال انگیزیوں کے نتیجہ میں عامۃ المسلمین تعصب و عداوت کے ایسے مقام پر پہنچ چکے تھے کہ بصارتِ روحانی کے ساتھ ہی عقل و بصیرت سے بھی تہی دامن ہو کر قتل و غارت گری کا نام ہی اسلام رکھ لیا تھا۔ اور جبر و تشدد کے ذریعہ سے جماعت احمدیہ کے افراد کو تبدیلی عقائد پر مجبور کرنے کی مذموم مساعی جاری تھیں۔

ایک گاؤں میں ایک معمّر احمدی اکیلا تھا۔ بپھرا ہؤا مشتعل ہجوم احمدیت کے خلاف نعرے لگاتا ہؤا اس بوڑھے احمدی کے مکان پر پہنچا۔ اور احمدیت کی تکفیر کے پُرجوش نعرے لگاتا ہؤا اس بوڑھے احمدی کے مکان میں داخل ہؤا۔ اور پھر یوں مکالمہ ہؤا:-

ہجوم:- دیکھو بابا! خیر اسی میں ہے کہ تم مسلمان ہوجاؤ۔

بوڑھا احمدی:- اس اسلام پر تو مَیں پہلے ہی قائم ہوں جس کا حکم خدا اور رسولؐ نے دیا ہے۔

ہجوم:- ہم کوئی عذر نہیں سُننا چاہتے۔ تم مسلمان ہوجاؤ!

بوڑھا احمدی:- مسلمان تو مَیں خدا کے فضل سے پہلے ہی ہوں۔ اب کس قسم کا مُسلمان ہوجاؤں؟

ہجوم:- جس طرح کے مسلمان ہم ہیں۔

بوڑھا احمدی:- نا بابا! اب میری عمر اس قابل نہیں رہی کہ مَیں آپ کی طرح کا مُسلمان بن جاؤں۔

ہجوم:- مُسلمان ہونے کے ساتھ عمر کا کیا تعلق ہے؟

بوڑھا احمدی:- دیکھئے نا! میری عمر ۷۲ سال ہوچکی ہے۔ میرے تمام جسمانی قویٰ کمزور ہوچکے ہیں۔ میرے ہاتھوں میں اتنی سکت نہیں کہ تبدیلئ مذہب کے لئے کسی کا گلا دبوچ سکوں۔ میرے بازوؤں میں اتنی طاقت نہیں کہ مَیں کسی بیگناہ کو قتل کرسکوں۔ میری ٹانگوں میں اتنی ہمت نہیں کہ مَیں کسی کے گھر سے مال لُوٹ کر بھاگ سکوں۔ اور تم دیکھ رہے ہو کہ بُڑھاپے کی شدّت کے باعث میرے ہاتھوں میں لرزہ ہے۔ یہ ہاتھ اب اس قابل نہیں رہے کہ کسی کے مکان کو آگ لگا سکوں۔ میرے مُنہ میں دانت بھی نہیں ہیں۔ میری آواز اتنی کمزور ہے کہ مَیں کسی کی تکفیر کے نعرے بھی نہیں لگا سکتا۔ پھر آپ ہی بتایئے کہ مَیں اس بُڑھاپے میں آپ جیسا "مسلمان" کیسے بن سکتا ہوں۔

اور پھر شاید ایسا ہؤا کہ ہجوم کے لیڈر کے سوئے ہوئے ضمیر نے انگڑائی لی۔ شاید اس کے دِل کے دروازے پر خدا خوفی نے دستک دی۔ شاید بڈھے احمدی کی درد میں ڈوبی ہوئی گہری طنز کے نشتر نے اس لیڈر کے سینے میں سوئے ہوئے ایمان کے پہلو میں چھید کیا۔ شاید اس کا "اسلام" شرمسار ہؤا۔ شاید اُسے وہ اسلام یاد آگیا جو

لَآ اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ

کا نعرہ لگا کر ظلم کے ہاتھ کو روک لیتا ہے۔ اور اس نے ہجوم سے کہا:-

"چلو چھوڑو — اس بڈھے سے کیا لینا ہے!"

(۲)

ایک معاصر نے پہلے صفحہ پر یوں عنوان جمایا ہے:-

"دیوبندی، تبلیغی، اور قادیانی ایک تھیلی کے چٹے بٹے۔"

اور اسی صفحہ پر ایک دوسرے عنوان کے تحت ان تمام فرقوں کو "ایک جیسا کافر" قرار دے کر اپنے خیال میں اسلام کی شاندار خدمت سرانجام دی ہے۔ خاص طور پر مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانئ دار العلوم دیوبند کے خلاف تو بہت ہرزہ سرائی کی ہے۔ کیونکہ انہوں نے قرآن کریم کے عین مطابق اپنا یہ عقیدہ برملا بیان فرمایا تھا کہ:-

"اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا!"

(تحذیر الناس ص۲۸)

پاک و ہند کے مولویوں نے کافر ساز مشینری کا جو پلانٹ لگایا ہے اس کی پروڈکشن زوروں پر ہے۔ اور ان مولویوں کی تمام توپوں کا رُخ خدائی ارشاد وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا کی طرف ہے۔ خدا کی رسّی تو اِن مُلّاؤں کی توپوں کے گولوں سے ٹوٹ نہیں سکتی۔ لیکن اِن مُلّاؤں کا دین تو اظہر من الشمس ہوگیا کہ ؎

دینِ مُلّا فی سبیل اللّٰہ فساد

(۳)

ریڈیو پاکستان کی خبر کے مطابق علماء کی ایک کانفرنس میں یہ طے کیا گیا ہے کہ پاکستانی علماء کے لئے ایک "ضابطۂ اخلاق" مرتب کیا جائے۔ اور اس کے ساتھ ہی علماءِ پاکستان کو یہ تلقین کی گئی ہے کہ وہ اپنے اسلوبِ تحریر و بیان کو اس رنگ میں ڈھالیں کہ کسی دوسرے اسلامی فرقے کی دلآزاری نہ ہو۔ بلکہ ہر عالم دُوسرے فرقہ کے عقائد پر نکتہ چینی کی بجائے اپنے فرقہ کی خوُبیاں بیان کرے۔

جزاک اللہ! یہ طبقۂ علماء واقعی اس امر کا محتاج تھا کہ اُسے کسی ضابطۂ اخلاق کا پابند بنایا جائے۔ اور ان میں سے ہر ایک کو یہ حکم دیا جائے کہ وہ خدا اور اس کے رسُولؐ کے احکام کی پیروی کو اپنا شعار بنائیں۔ اِس وقت اخلاقِ اسلامی کو اضحوکہ بنا کر احکامِ خداوندی کا مذاق اُڑانے والا طبقہ رُوئے زمین پر یہی ہے۔ اسی طبقے نے اجتماعیتِ اسلامی کی جڑوں کو کھوکھلا کیا ہے۔ ہماری رائے میں ہر دینی عالم کہلانے والے کو یہ ناقابلِ ترمیم و تنسیخ حکم دیا جانا چاہیئے کہ وہ سورۂ الفرقان کا آخری رکوع ترجمہ سمیت یاد کرے اور روزانہ اپنے حلقہ کے تھانہ میں جاکر سُنائے۔

رہی بات دُوسرے اسلامی فرقوں کی دلآزاری اور نکتہ چینی سے علماء کو روکنے کی۔ یہ بڑی زیادتی معلوم ہوتی ہے! اگر یہ علماء یہ "خدمت" بھی بجا نہ لائیں تو پھر اَور کیا کریں یہ تو ان کا ذاتی حق ہے۔ اور اگر حکومتِ پاکستان واقعی خلوصِ دِل کے ساتھ یہ کام کرنا چاہتی ہے تو پھر اسے تجربہ کار سپیروں کی خدمات حاصِل کر کے ان علماء کی زہر کی کچلیاں نکلوا دینی چاہئیں۔

(۴)

معاصر الجمعیۃ کے ۲۱ رمارچ کے شمارہ میں سیّد منظور الحسن صاحب ٹونک (راجستھان) کا ایک مضمون بعنوان "ٹونک میں عہدِ وسطیٰ کی دو قابلِ دید حسین اور تاریخی عمارتیں" شائع ہؤا ہے اس میں "جامع مسجد امیر گنج" کا تعارف کروایا گیا ہے۔ جسے ٹونک کے حکمران نواب امیر الدولہ نے ۱۲۴۶ھ ہجری میں تعمیر کروایا تھا۔ اس کے فنِ تعمیر کے ذکر کے بعد لکھا ہے کہ "مطلا و مُذہّب محراب کی پیشانی پر بخطِ نستعلیق یہ قطعہ درج ہے ؎

خدا کا گھر ہؤا تعمیر دیکھو ٹونک میں بیشک
مزا ہے صاف اس کے چاہ میں زمزم کے پانی کا
شگفتہ تم بھی اب تاریخ اسکی اِس طرح کہہ دو
بنا اِک دُوسرا کعبہ یہ ابراہیمِ ثانی کا

اور اس کے ساتھ ہی عربی میں یہ عبارت لکھی ہے اِنَّ هٰذَا هُوَ بَيْتُ اللّٰهِ الْوَدُوْدِ ....

یہ اشعار اور عربی عبارت کسی تشریح و توضیح کی محتاج نہیں۔ اس مسجد کے کنوئیں کے پانی کو چاہِ زمزم کے پانی سے صرف تشبیہہ ہی نہیں دی گئی بلکہ بتایا گیا ہے کہ اس پانی میں زمزم کے پانی کا صاف مزا ہے۔ اور اس مسجد کو ابراہیم ثانی کا دُوسرا کعبہ قرار دیا گیا ہے۔ اور ابراہیمِ ثانی کا اشارہ غالباً تعمیر کنندہ نواب امیر الدولہ کی طرف ہے۔ اور پھر عربی عبارت میں انّ ھذا ھو بیت اللہ الودود کہہ کر واضح رنگ میں بیت اللہ قرار دیا گیا ہے۔

جماعتِ احمدیہ کے خلاف علمائے زمانہ نے جو اعتراضات کر کرکے عوام الناس کو ہمیشہ بھڑکایا ہے، ان میں قادیان کی مسجدِ اقصےٰ اور بہشتی مقبرہ اور قصرِ خلافت وغیرہ کے نام ہیں۔ اور ہزار بار وضاحت کی جاچکی ہے کہ مسجدِ اقصےٰ کا نام محض تبرّکاً ہے۔ اور بہشتی مقبرہ خدا کے اُن نیک بندوں کی خوابگاہِ ابدی ہے جنہوں نے نیک اعمال کئے اور دینِ اسلام کی اشاعت کے لئے قربانیاں کیں۔ اور قصرِ خلافت وہ مکان ہے جو خلیفۂ وقت کے لئے مخصوص ہے۔ لیکن اعتراضات قائم رہے۔ اور اشتعال انگیزیاں جاری رہیں۔ اب ہم سوائے اس کے کیا کہہ سکتے ہیں کہ ؎

وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

درخواستِ دُعا

خاکسار کو آج کل اپنی تجارت کے سلسلہ میں بعض مشکلات درپیش ہیں۔ احبابِ جماعت سے درخواست ہے کہ دُعا فرماویں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان مشکلات کو دُور فرمائے۔

اِسی طرح خاکسار کے ایک غیر از جماعت دوست سید ابو ریحان صاحب بی۔اے آنرز کا امتحان دے رہے ہیں۔ دُعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ان کو نمایاں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔ خاکسار محمد نذیر خان برہ پورہ۔ بھاگلپور۔

وصیتیں

نوٹ:- وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی شخص کو کسی جہت سے کسی وصیت پر اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر اندر اپنے اعتراض کی تفصیل سے دفتر ہذا کو آگاہ کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

وصیت نمبر ۱۴۱۰۰ - میں سیدہ صادقہ خاتون۔ زوجہ سید جلال الدین احمد صاحب۔ قوم سید۔ پیشہ خانہ داری عمر ۶۵ سال۔ پیدائشی احمدی۔ ساکن گوپالپور۔ سونگھڑہ۔ ڈاکخانہ کور ضلع کٹک اڑیسہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۶-۳-۷۴ کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔
اس وقت میری جائیداد غیر منقولہ تخمیناً ۱½ ایکڑ واقع کوسمبی (سونگھڑہ) ہے جس کی قیمت اندازاً ۷۰۰/- روپیہ ہے اور ایک مکان مشترکہ ہے جس کا رقبہ دو کنٹو ہے جس کی قیمت میں ۲۰۰/- روپیہ میرا حصہ ہے۔ اور میرا مہر خاوند نے ادا کر دیا ہوا ہے۔ جس کے باعث مذکورہ بالا جائیداد ہے۔ اور میرے پاس زیورات طلائی ۲½ تولہ (چوڑیاں) ہیں جن کی قیمت ۲۵۰/- روپے ہے۔ اس کے علاوہ ۲½ ایکڑ زمین مزارعوں کے قبضہ میں ہے جس کا ابھی فیصلہ نہیں ہوا۔ کہ گورنمنٹ کا ٹریبونل کیا فیصلہ کرتا ہے۔ میں ان سب جائیداد کے ⅒ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ جو جائیداد پیدا کرونگی اس کی اطلاع مجلس کارپرداز صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اور وفات کے بعد جو متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ⅒ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ مالک ہوگی۔ "ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم"
الامۃ صادقہ خاتون۔ گواہ شد سید جلال الدین احمد۔ گواہ شد سید یعقوب الرحمٰن

وصیت نمبر ۱۴۱۲۱ - منکہ نصرت جہاں بیگم زوجہ محمود احمد صاحب بانی۔ قوم شیخ۔ پیشہ خانہ داری عمر ۲۷ سال۔ تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن کلکتہ۔ ڈاکخانہ کلکتہ ۱۳ ضلع کلکتہ صوبہ مغربی بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۳۱-۱-۷۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت جائیداد غیر منقولہ۔ میرا زر مہر ۵۰۰/- روپے بذمہ خاوند واجب الادا ہے۔ میری طلائی زیورات چوڑیاں۔ لاکٹ۔ انگوٹھی وغیرہ کل وزنی ۴۰ (چالیس) تولے قیمتی مبلغ بتیس ہزار روپے ہے۔ اس کے علاوہ خاوند کی طرف سے ڈھائی صد روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے۔ میں اس کے ⅒ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اس کے بعد جو جائیداد پیدا کروں گی۔ اس کی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری وفات کے بعد جو متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ⅒ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔
الامۃ نصرت جہاں۔ گواہ شد محمود احمد بانی خاوند موصیہ۔ گواہ شد ظفر احمد بانی

وصیت نمبر ۱۴۱۲۲ - منکہ رفیعہ بیگم زوجہ نذیر محمد قوم گوجر پیشہ خانہ داری عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت ۲۶-۶-۶۶۔ ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۳-۱-۷۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔
اس وقت میری کوئی جائیداد غیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا زر مہر مبلغ پانچ صد روپے بذمہ خاوند ہے۔ اور زیور ایک تولہ (ناک کی کیل) وزنی چھ ماشہ اندازاً ۲۰۰/- روپے کنگن چاندی کا ایک جوڑا قیمت ۱۸/- روپے بالیاں چاندی ایک جوڑا ۲۰/- روپے اس کے علاوہ نہ کوئی منقولہ جائیداد ہے۔ میں اس کے ⅒ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور اس کے بعد جو جائیداد پیدا کروں گی، اس کی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ وفات کے بعد جو میرا ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ⅒ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔
الامۃ۔ رفیعہ بیگم۔ گواہ شد۔ فاروق احمد ولد غلام احمد۔ گواہ شد۔ نذیر محمد پونچھی
کارکن صدر انجمن احمدیہ قادیان

وصیت نمبر ۱۴۱۲۳ - میں سی محمد فاروقی ولد سی حسن صاحب مرحوم قوم موپلا (اہمکی) پیشہ ملازمت صدر انجمن احمدیہ عمر ۳۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور۔ صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۵-۲-۷۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔
اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں۔ البتہ میرا گذارہ ملازمت صدر انجمن احمدیہ کی صورت میں ماہوار آمد ۱۴۲/- روپے پر ہے۔ میں اپنی اس ماہوار آمدنی کا ⅒ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ انشاء اللہ جب کبھی میری آمدنی میں اضافہ ہوگا میں اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو دیتا رہوں گا۔
تا زندگی اگر میں کوئی جائیداد پیدا کروں یا کوئی جائیداد منتقل ہو کر میرے نام آئے اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اسی طرح اگر میرے مرنے کے بعد کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔
العبد محمد فاروقی انسپکٹر بیت المال۔ گواہ شد مرزا محمد زمان۔ گواہ شد جلال الدین قیصر

وصیت نمبر ۱۴۱۲۴ - منکہ چھینہ بی بی بیوہ شیخ بیراگی مرحوم قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۶۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۷۱ء ساکن غنیچہ پاڑہ ڈاکخانہ اندی پور ضلع ڈھینکانال صوبہ اڑیسہ۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۶-۶-۷۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔
اس وقت میری غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں ہے۔ میرا دین مہر اپنے خاوند مرحوم کو معاف کر چکی ہوں۔ اس کے علاوہ زیور طلائی ایک تولہ قیمتی چھ سو روپے ہے۔ اور نقد چار صد روپے موجود ہے۔ ان سب کی میزان ایک ہزار روپے ہے اس کے ⅒ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اس کے بعد جو جائیداد پیدا کروں گی اس کی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ کو دیتی رہوں گی۔ اور میری وفات پر جو متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ⅒ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔
ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔
الامۃ چھینہ بی بی۔ گواہ شد آدم خان بحروف اڑیہ۔ گواہ شد شمس الحق خان معلم وقفِ جدید۔ گواہ شد۔ سید بدر الدین احمد ابن سید اختر الدین
نوٹ:- اس وقت حصہ جائیداد میں سے بیس ۲۰/- روپے ادا کرتی ہوں۔

وصیت نمبر ۱۴۱۲۵ - منکہ رفعت سلطانہ ہاشمی بنت ممتاز احمد ہاشمی قوم قریشی ہاشمی۔ پیشہ تعلیم عمر ۱۶ سال چھ ماہ۔ تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۲-۸-۷۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔
میں اس وقت طالب علم ہوں۔ اور والد صاحب میرے اخراجات برداشت کرتے ہیں۔ میری اس وقت کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ آئندہ جب بھی کبھی میری کوئی جائیداد ہوگی میں اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو کر دوں گی۔ اور اس جائیداد کے ⅒ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔
۲- میری اس وقت کوئی کسی قسم کی آمد نہیں ہے۔ آئندہ جب کبھی کوئی آمد کی صورت پیدا ہوئی تو اس کے بھی ⅒ حصہ کی وصیت۔ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔
۳- میری وفات پر جو بھی میرا ترکہ ثابت ہو میں اُس کے بھی ⅒ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔
۴- مجھے اپنے والد صاحب کی طرف سے مبلغ پچاس روپے نقد ملے ہیں۔ میں اس کے ⅒ حصہ کی وصیت کرتی ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کی جلد ادائیگی کر دونگی۔
الامۃ رفعت ہاشمی۔ گواہ شد برکت علی انعام۔ گواہ شد۔ ممتاز احمد ہاشمی

درخواست دُعا

خاکسار مورخہ ۹ مئی سے ایم۔ اے پریلیس کمپارٹمنٹ کے امتحان میں شریک ہو رہا ہے۔ تمام احباب جماعت وبزرگان سلسلہ سے نمایاں کامیابی کے لئے عاجزانہ درخواست دعا ہے۔
خاکسار
عبد السلام نون سیکرٹری مال رشی نگر

وہ دن آ گئے ہیں جب ساری دُنیا احمدیت کے ذریعہ اِسلام میں داخل ہو گی

سیّدنا حضرت المصلح الموعودؓ نے جلسہ سالانہ ۱۹۵۷ء کے موقعہ پر تبلیغ و تربیّت کے کام کو تیز تر کرنے کے لئے وقفِ جدید کی تحریک کا اعلان فرمایا۔ تاکہ تبلیغِ اسلام کے کاموں کو زیادہ سے زیادہ وسیع کیا جائے۔ اور اسلام کی روحانی سربلندی کا وقت جلد قریب آجاوے۔ اس موقعہ پر حضورؓ نے فرمایا:۔

"وہ دن آ گئے ہیں جب ساری دُنیا احمدیت کے ذریعہ سے اسلام میں داخل ہوگی۔ اگر اس میں آپ کا حصّہ نہیں ہوگا۔ تو کتنی بدبختی ہوگی۔ اگر تم چاہتے ہو کہ میری نگرانی میں اسلام کے بڑھنے کا دن دیکھو۔ تو دُعاؤ اور قربانیوں میں لگ جاؤ۔ تاکہ خدا تعالےٰ تمہاری مدد کرے۔ اور جو کام ہم نے مل کر شروع کیا تھا۔ وہ ہم اپنی آنکھوں سے کامیاب طور پر پورا ہوتا دیکھیں۔"

حضورؓ نے مزید فرمایا:۔

"میرے لئے یہ امر خوشی کا باعث ہے کہ جماعتِ احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بیداری سے کام لے رہی ہے۔ مگر کام کی اہمیت اور اس کی وسعت کو دیکھتے ہوئے ابھی آپ لوگوں کو قربانیوں کا معیار اور بھی بلند کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ دیہاتی جماعتوں کی تربیت لاکھوں روپے کی متقاضی ہے۔ پس میں جماعت کے افراد کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس بارہ میں دُعاؤں سے کام لیں۔ اور زیادہ سے زیادہ مالی قربانیاں پیش کریں۔ تاکہ صحیح اسلامی تعلیم سے لوگوں کو روشناس کیا جائے۔"

اُمید ہے کہ خصوصاً بھارت کے مخلص احباب و خواتین اپنے پیارے آقا کے اِن ارشادات پر صدقِ دل کے ساتھ لبیک کہتے ہوئے چندہ وقفِ جدید جلد ادا فرمائیں گے۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

اعلان بابت دینی نصاب

جملہ احباب جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سال ۱۳۵۴ ہش / ۱۹۷۵ء کے دینی نصاب کا امتحان مورخہ ۱۴ر تبوک ۱۳۵۴ ہش مطابق ۱۴ر ستمبر ۱۹۷۵ء بروز اتوار منعقد ہو گا۔ اس امتحان میں پڑھے لکھے تمام دوستوں کا شامل ہونا ضروری ہے۔ دینی نصاب کا کورس کتاب "ختم نبوت کی حقیقت" صفحہ تا صفحہ ۱۰۴ یعنی منفی احادیث پر تبصرہ سے قبل کا حصہ مقرر کیا گیا ہے۔

عہدہ داران جماعت۔ مبلّغین و معلّمین۔ انسپکٹران تحریکِ جدید و وقفِ جدید اپنے حلقے سے شامل ہونے والے امیدواروں کی فہرستیں جلد تر دفتر ہذا میں بھجوا دیں۔

۲۔ سال گزشتہ ۱۳۵۳-۵۴ ہش (۱۹۷۴-۷۵ء) کے دینی نصاب کا امتحان کتاب دعوۃ الامیر نصف آخر کا ہو چکا ہے۔ اس میں کامیاب ہونے والے احباب کو سندات کامیابی امتحان بھجوائی جا چکی ہیں۔ اگر کسی بہن بھائی کو سند نہ ملی ہو تو مطلع فرمائیں۔ تاکہ انہیں سند بھجوائی جا سکے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

درخواست دُعا: خاکسار کے دادا الحاج محمد شمس الدّین صاحب پچھلے کئی دنوں سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ ان کی کامل شفایابی اور صحت و سلامتی کے لئے نیز خاکسار کی والدہ محترمہ کے پیٹ میں اکثر تکلیف رہتی ہے ان کی کامل شفایابی اور صحت و سلامتی والی لمبی عمر پانے کے لئے تمام بزرگانِ سلسلہ سے دردمندانہ دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسار: مصلح الدین سعدی متعلم تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

اِعلاناتِ نکاح

(۱)

مورخہ ۶ر ہجرت ۱۳۵۴ ہش مطابق ۶ر مئی ۱۹۷۵ء کو مکرم محمد اسماعیل صاحب تیماپور کی دُختر محبوب بی بی صاحبہ کا نکاح ہمراہ مکرم سلیم احمد صاحب ابن مکرم مولوی مبارک احمد صاحب وکیل تیماپور بعوض -/۹۲۵ روپے مہر، خاکسار نے پڑھا۔

احباب جماعت دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے باعثِ برکت اور مثمر ثمراتِ حسنہ بنائے۔ آمین۔

اس خوشی میں مکرم مولوی مبارک احمد صاحب وکیل نے شکرانہ فنڈ میں -/۵ روپے اعانت بدر میں -/۵ روپے اور درویش فنڈ میں -/۵ روپے اور نشر و اشاعت میں -/۵ روپے دیئے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

(۲)

مورخہ ۸ر ہجرت ۱۳۵۴ ہش مطابق ۸ر مئی ۱۹۷۵ء کو مکرم عبدالکریم صاحب نور سکریٹری تبلیغ دیودرگ کی دختر عزیزی امۃ الفضل صاحبہ کا نکاح ہمراہ مکرم انور احمد صاحب ابن مکرم محمد محبوب صاحب مرحوم آف دیودرگ بعوض -/۱۰۰۱ روپے، بعد نماز عصر خاکسار نے پڑھا۔

احبابِ جماعت سے درخواست ہے کہ دونوں خاندانوں کے اس تعلق اور رشتہ کے بابرکت اور مثمر ثمراتِ حسنہ ہونے کے لئے دُعا فرمائیں۔

اس خوشی میں مکرم عبدالکریم صاحب نور نے شکرانہ فنڈ میں -/۵ روپے۔ درویش فنڈ میں -/۵ روپے۔ نشر و اشاعت میں -/۵ روپے اور اعانت بدر میں -/۵ روپے۔ اسی طرح مکرم انور احمد صاحب نے شکرانہ فنڈ میں -/۵ روپے۔ اعانت بدر میں -/۵ روپے۔ نشر و اشاعت میں -/۱ روپے اور درویش فنڈ میں -/۱ روپے ادا فرمائے ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

خاکسار
منظور احمد مبلغ سلسلہ احمدیہ یادگیر

رپورٹ کارگزاری مجلس انصار اللہ کالیکٹ

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ بنام انصار اللہ کی روشنی میں مجلس انصار اللہ کالیکٹ کا اجلاس مورخہ ۲ کو ہوا جس میں لوکل عہدیداران کے انتخاب کے علاوہ کیرالہ سٹیٹ کے تمام اضلاع کی لائبریریوں میں قرآن مجید انگریزی کا ایک ایک نسخہ بھجوانے کا فیصلہ کیا گیا۔ اور انصار اللہ کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی گئی۔ دیگر عہدیداران مجالس انصار اللہ کو بھی چاہیئے کہ وہ بھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں اپنی مجلس کو فعّال بنائیں اور جماعت کی تربیت کے لئے کوشش کریں۔

صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ قادیان

پنجاب بجلی بورڈ کے چیئرمین شری وی ڈی سُود صاحب کی

قادیان میں تشریف آوری

آپ کی خدمت میں قرآن مجید انگریزی اور دُوسرا اسلامی لٹریچر برائے مطالعہ پیش کیا گیا

قادیان ۱۹ رمئی ۔ پنجاب بجلی بورڈ کے چیئرمین شری ۔ وی ۔ ڈی سُود صاحب جو اپنے سرکاری دورہ پر پٹھانکوٹ تشریف لائے ہوئے تھے وہاں سے محض جماعتِ احمدیہ کے مقدس مقامات کی زیارت کے لئے قادیان تشریف لائے ۔ جناب ملہوترہ صاحب سپر نٹنڈنٹ انجینئر گورداسپور ۔ جناب سندھو صاحب ایگزیکٹیو انجینئر گورداسپور بھی آپ کے ہمراہ تھے ۔ جماعتِ احمدیہ کے نمائندگان نے مقامی بجلی دفتر (بلڈنگ حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب) میں ان کا استقبال کیا ۔ اور اس کے بعد جناب سُود صاحب دیگر افسران محکمہ بجلی گورداسپور اور جناب ایس ۔ ایس چوہان صاحب ایس ۔ ڈی ۔ او بجلی قادیان کے ہمراہ تقریباً ۱۱ بجے قبل دوپہر محلہ احمدیہ میں تشریف لائے ۔ سب سے پہلے ہمارے یہ معزز مہمان مقبرہ بہشتی دیکھنے تشریف لے گئے ۔ اس کے بعد مہمان خانہ میں بیٹھ کر حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب اور محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ اور جماعت کے دوسرے احباب کے ساتھ تبادلۂ خیالات فرماتے رہے ۔ محترم صاحبزادہ صاحب نے معزز مہمان کو جماعت کی ابتداء اور گزشتہ حالات مشکلات اور ترقیات سے آگاہ کیا ۔ تقریباً نصف گھنٹہ تک تبادلۂ خیالات کے بعد ان معزز مہمانوں کو مسجد مبارک ، مسجد اقصیٰ اور صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر دکھائے گئے ۔ جماعت کی لٹریچر برانچ کے شو رُوم کو دیکھ کر ہمارے معزز مہمان بہت خوش ہوئے ۔ وہاں پر ان کی خدمت میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ نے قرآن مجید انگریزی ۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح حیات (انگریزی) اور جماعت کی طرف سے شائع کردہ دُوسرا اسلامی لٹریچر پیش کیا ۔ جس کو اُنہوں نے بخوشی قبول کرتے ہوئے اس کو مطالعہ کرنے کا وعدہ فرمایا ۔ محترم سُود صاحب نے لٹریچر برانچ کی وزیٹرس بُک (VISITOR'S BOOK) میں مندرجہ ذیل الفاظ میں اپنے تأثرات کو نوٹ فرمایا :-

"I WAS TAKEN ROUND THE AREA OF THE AHMADIYYA COMMUNITY AT QADIAN. I AM VERY MUCH IMPRESSED BY THE UPKEEP AND MAINTENANCE OF THE OLD TRADITIONS AND THE SPRITUAL ASPIRATIONS IN ABUNDANCE IN THE THINKING AND IDEAS EXPRESSED. I WISH THIS ORGANIZATION ALL ROUND PROGRESS."

چنانچہ ہمارے یہ معزز مہمان محلہ احمدیہ میں ایک گھنٹہ سے زائد قیام کرنے کے بعد واپس تشریف لے گئے اپنی روانگی سے قبل انہوں نے یہ فرمایا کہ میرے دل میں بڑی دیر سے یہ خواہش تھی کہ میں جماعتِ احمدیہ کے مرکز قادیان کو دیکھوں ۔ اور احمدی بھائیوں کے حالات اور خیالات سے واقفیت حاصل کر دوں ۔ آج مجھے یہ موقعہ پا کر بڑی خوشی ہوئی ۔ اور میں اپنے سرکاری دورہ سے وقت نکال کر خاص طور پر قادیان آیا ہوں ۔ تاکہ اپنی اس دیرینہ خواہش کو پورا کرسکوں ۔

ہم جناب سُود صاحب اور ان کے ہمراہ تشریف لانے والے معزز مہمانوں کے شکرگزار ہیں ۔ اور دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ان کا حافظ و ناصر رہے اور ان سب کو بہتر رنگ میں دیش کی خدمت بجا لانے کی توفیق عطا فرماتے ۔ آمین ۔

(ناظر اُمور عامہ قادیان)

درخواستِ دُعا

مورخہ ۱۶ رمئی ۷۵ء کو مکرمی سید نور عالم صاحب ایم ۔ اے قائم مقام امیر جماعت احمدیہ کلکتہ کی طرف سے بذریعہ تار یہ اطلاع ملی تھی کہ کلکتہ میں ایک جگہ آگ لگنے سے کئی ایک دکانیں جل کر راکھ ہوگئیں ۔ اس حادثہ میں ہمارے عزیز بھائی مظہر احمد صاحب باٹی اور اُن کے بھائیوں کے کاروبار کو بھی بہت نقصان پہنچا ہے بعد میں اس حادثہ کی تفصیل بھی مل گئی ہے ۔ میں احباب جماعت کی خدمت میں خاص طور پر اپنے ان عزیزان کے لئے دُعائی درخواست کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ اُن کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق دے ۔ اور اپنے فضل وکرم سے اس نقصانِ عظیم کی تلافی فرماتے ۔ آمین ۔ ہم سب کو اُن کے ساتھ دِلی ہمدردی ہے ۔ اور اس صدمہ میں ہم سب شریک ہیں ۔ اور نقصان کے ازالہ کے لئے دُعا کرتے ہیں ۔

خاکسار : (صاحبزادہ) مرزا وسیم احمد ۔ قادیان ۔

مسجد احمدیہ برہ پورہ کے نئے حصے کا سنگِ بنیاد

(۱) ـــ بھاگلپور کے محلہ برہ پورہ میں بفضلہ تعالےٰ ہماری ایک فعال جماعت ہے ، جس کی اکثریت نوجوانوں پر مشتمل ہے ۔ اور خدا کے فضل سے شاہراہ ترقی پر گامزن ہے ۔ جماعت کی ترقی کے مدِّنظر سابقہ مسجد تنگ محسوس ہونے لگی ۔ چنانچہ مسجد کی توسیع کا پروگرام بنایا گیا ۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے مسجد کی توسیع کے اسباب پیدا کر دیئے چنانچہ ۲۸ رامان ۱۳۵۴ ہش (۲۸ مارچ ۱۹۷۵ء) کو بعد نمازِ جمعہ احباب و مستورات کی پُرسوز اجتماعی دُعا کے بعد خاکسار کو مسجد کے زیرِ تعمیر حصے کا سنگِ بنیاد رکھنے کی سعادت نصیب ہوئی ۔ مسجد کے قدیم حصے کی بنیاد مکرم و محترم مولانا عبدالغفور صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ نے ۱۹۳۹ء میں رکھی تھی ۔

(۲) ـــ مسجد احمدیہ بھاگلپور کا نچلا حصہ عرصہ سے تشنۂ تکمیل تھا ۔ اللہ تعالےٰ نے ان دنوں اس کی بھی تکمیل کے اسباب پیدا کر دیئے ۔ اور مورخہ ۶ مارچ ۱۹۷۵ء کو عمارت کے اس حصے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے کام شروع ہوگیا ۔ زیرِ تعمیر حصے میں ایک لائبریری کا کمرہ اور مبلغ کے لئے رہائشی کوارٹر شامل ہیں ۔

(۳) ـــ مسجد احمدیہ "بلاری" ضلع بھاگلپور صوبہ بہار عرصہ سے تشنۂ تکمیل تھی ۔ اب تک یہ مسجد کچی تھی ۔ موسم برسات میں نماز پڑھنے میں کافی دقت ہوتی تھی ۔ چند ہی یوم میں اس مسجد کو بھی پختہ بنانے کا کام شروع ہو رہا ہے ۔ انشاء اللہ ۔

جملہ احباب جماعت اور بزرگان کی خدمت میں التجا ہے کہ دُعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہر سہ مساجد کو جہاں متعلقہ جماعتوں کے لئے موجب برکت بنائے وہاں بہت سی سعید روحوں کے لئے موجب ہدایت بنائے ۔ اسی طرح اُن احباب کے لئے بھی درخواستِ دعا ہے جنہوں نے مساجد کی تعمیر کے اخراجات کو برداشت کیا ۔ اللہ تعالیٰ اُن سب کو اپنے فضلوں کا وارث بنائے اور اپنے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث کے مطابق ان سب کے عمدہ گھر جنت میں بنا دے ۔ آمین ۔

خاکسار : محمد حمید کوثر ۔ مبلغ سلسلہ احمدیہ ۔ بھاگلپور (بہار)

لازمی چندہ جات کی فرضیت

یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ چندہ عام اور جلسہ سالانہ جماعتی طور پہ لازمی اور ضروری چندے ہیں ۔ اور سب سے مقدم ہیں ۔ کیونکہ ان کی بنیاد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رکھی ہے اور ان میں باقاعدگی کے لئے حضور تاکید کرتے ہوئے یہاں تک فرماتے ہیں

"جو شخص تین ماہ تک چندہ ادا نہ کرے گا اُس کا نام سلسلۂ بیعت سے کاٹ دیا جائے گا ۔ اس کے بعد کوئی منافق اور لاپرواہ جو انصار میں داخل نہیں ، اس سلسلہ میں ہرگز نہ رہ سکے گا "

گویا تین ماہ تک چندہ نہ دینے والے کے متعلق حضور کا اس قدر سخت انذار ہے کہ وہ سلسلہ بیعت سے کٹ جاتا ہے ۔ چہ جائیکہ جو اس سے زیادہ کئی ماہ یا کئی سال سے چندہ کا تارک یا بقایا دار ہو ۔

الغرض سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو لازمی چندوں کی فرضیت اور اہمیت سے جماعت کو آگاہ فرمایا ہے اس کے پیشِ نظر احبابِ کرام اور عہدہ دارانِ جماعت کا فرض ہے کہ اس کے مطابق ان چندوں کی ادائیگی اور فراہمی کے لئے پُوری تن دہی اور کوشش سے کام لیں ۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

درخواستِ دُعا : مولوی عبدالرشید ضیاء مبلغ بھدرواہ عرصے سے تیز ابیت کی وجہ سے تکلیف میں ہیں ۔ ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرمائی جائے ۔

(ایڈیٹر)